

به برین سعادت مکینان و فضل خلائق و زبانشینان



مطبع بی نشینی کشتورگرا بزم مطبوع انجمن



۸۹۱۵
ک ۱۲۹۹
۱۲۹۲۴

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U12927

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ وفتر دوسری بحر حقیقت کا اور نام اسکا گلزار ابر بھی ہے یہیں تھر قصہ ہی عاشق و مہکادیم کی اوپر دختر بادشاہ
 بلخ کی اور تحلیف و محنت کینچے او کی عشقین بادشاہ زاد کی اور مہکادیم کی بادشاہ زاد کی کیا مہکادیم کی اور بعد مہکادیم کی
 قبر میں سی نکال لیجانا ادیم کا لاش کو تفراری عشقین ادیم پھرنده ہونا اوسن خضر کا اور نکاح ہونا ادیم کا اوشن سائبر ادیم
 اور پیدا ہونا حضرت ابراہیم کا اوسن خضر اور دریافت ہونا پادشاہ بلخ کو حال زلیست دختر کا اور لانا بیٹی کو
 اور لہذا ابراہیم کو اپنے گرو اور بعد یوحنا کی ولیدہ کرنا ابراہیم کو سلطنت پر اپنی جا اور ترک کرنا بادشاہ کا اور درویش
 ہونا اور نکاح قصہ ظاہر من بطور افسانے اور کہانی کے ہے اور مراد اس سے ہے اور نظر غور سے ہی حال
 ہر ایک شہر کا ہے اور لہذا ربا طرن کے بہت اسکی زندگی میں ہیں اگر نظر غور کے سمجھے اور گوش دل سے پیہ پیہ غفلت کو
 مکالمے تو اکثر ربا طرن کے منکشف ہوویں اور فائدہ کلی حاصل ہو جائیوں کے واسطی طفراتی ہوتی اور غافل
 ایسی انسانہ اور حکایت ہی سے شروع ہی ہوا اور تعریف اللہ کے جانشانہ اور بیان قبر کا اور اسکی بجا بسم الله الرحمن الرحيم

دعوت اور شہادت
 انکسوات علی
 فرمودہ اس سے
 بادشاہ اور لہذا
 زینت اس سے
 غفلت من طرن
 عہد و نیاہ النجین

عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین
عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین
عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین
عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین	عہد و نیاہ النجین

مہر بی لعلیانی خوش و سرکش
 بلبل و مرغ بخت پرست و دستار
 دوست و دوستی گاہ ہو بیگانگی
 کہ بھینس پیدا کر مٹی نینق کو
 بلعم با عور کو دوزخ سے
 نشہ دی غم کو کافا خشکست
 پرور زندہ جسکا ہوا روح الامت
 دشمنوں کو دی ہزاروں دشمن
 روتی روتی بی بصر تعقیب
 گبر و ملحد کو کرسی حسد دی
 کہ لایق تہذیب العین بنے
 بھوسن کجا بہری گری جگر
 کچھ نہیں دم مار بیجا ہی مقام
 ستر تباہی جو جو کھل کاروان
 آگ کی ہلکری تر شاں کمر
 آگ سی پیدا سمندر کو کر
 یہ معاذ اللہ میں کیا کیا
 خستری و برتری ہی سپیا
 ہی بیان جو بہترین بہتران
 چرخ باار غفلت با آب آنا
 تیری لائق کو نہیں سنا
 تو مجی میر محمد کو سقہ ملے
 کی زبان کو تونی گویا
 میں شکار و زو طلق آفرینا
 اے بیسی ہزار نام پاک لکھنا

اوس بندہ پوری ہوئی
 لبر تر سا جو وہ پہل
 دشمنو کی جو کبھی سمجھ
 لاوی تجانی کی چھینک
 جنتی ساحر بنیں فیض کے
 باد صرصر سی ہو قوم حیات
 بہو وہ گوسالہ پرست بی الطیر
 رزق و صحت عیش و عشر
 طعمہ کراں تر ایوب ہو
 دم میں مومن کو کئی بھونک
 لال ہر کا حسین ابن
 دشمنان حق کو بہو یوں
 یونہی کجکلت کو نیری کھم
 عقل تندی کی گمان پچی ان
 فطرہ ناپاک ہی ہر شہر
 طعنے جاندارا خاکہ کو کڑی
 جو گئی جیسی برفا خس
 او سکی گئی کہ کراسکاسی
 کسزین کتران ہی وہاں
 ہی تری رہا قہر و غلبا
 بیان اپنی بخت اور قصو
 کر عیب نقص کی نظر
 ہو سکی کیا اوس پتر شری
 میں شہر یوں تھوڑی عام
 سخت عین ہر ہر کسک
 ہر کسک ہر کسک ہر کسک

[illegible]

نیکو بی بی و سیکو اختیار
 ولین برک کی سب سے بڑی
 دھن کو کا جو کین کرے
 امی طسوق ہو خیر المسلمین
 ہو مقام نہر بالا سی فلک
 الجیہ لو طانی ہو کافر
 اور کھان فوج کو گراہ ہو
 قتلہ ہوں اتھان کی در
 طشت میں بھی کھان
 غیر کو اپنا کر ہی اپنی کو غیر
 اور اپنا کام ال پادی شہ
 فہم ہی باہر خدائی کی
 عقل و سنی کہ کو نہی کی
 چاکر ہی ظاہر کر ہی جو
 سنگ میں اللہ ہی کی
 ہی ہر اک بڑی ہی چھوٹی
 سنری کر سکا و حوی ہی
 کہ ہر ہر ہر ہر ہر
 و سنی کی ہر ہر ہر
 پیر ہی پیر ہی پیر ہی
 میں عجوبت کو لا ہوں
 ہو وی تانہن تانہن
 میں زبان دان و دہن
 حورانی طلق بیان او
 تہ ہی دلائل و دلائل

[illegible]

فهمی برتر بود و در راه هوشیال و فهمی محلی مهر و ناز و جفا و لعل سینه بین سخن مضمون گر که می شد بی تو عطا میرد و در خنده و جو سینی	کیا کردی در آن بند و بندگاه سودم کیا و آنی برین کز حد کیا او سگی گری و خند پرو و فکر نامین و اسرار حد کی مضمون و در آن سوچی و گوهری گنجینه	حس که حلقی چون آب موشگانی اینی آلی کام کیا حافظه ز شیر آسای چون آب تو بی که چهره و ثنا نفین تجربه و ششون برین مفاصل	او بچه دم داری کیا محسوس هو جهان عاجز عقل انبیا کمالی برین مضمون و لعل عقل میری هو گشتی بی سحر کینچنا بی کج ابی حاص
--	---	---	---

مناجات جناب الهی

یا الهی یا الهی یا اکر پوچون تنه تک مبین تو در گستاخی بی کی سنی زندگانی بی مری بیکار بی تری کی کیون تو ای کیون طبع حرف و حال و حال	کیا کردی در آن بند و بندگاه سودم کیا و آنی برین کز حد کیا او سگی گری و خند پرو و فکر نامین و اسرار حد کی مضمون و در آن سوچی و گوهری گنجینه	حس که حلقی چون آب موشگانی اینی آلی کام کیا حافظه ز شیر آسای چون آب تو بی که چهره و ثنا نفین تجربه و ششون برین مفاصل	فلاش یا اینا کرون را کرد جان کو میری نفس کل خطی بی سروی و خرد و کمال چسکه کریان نخوت کز قطع هوید بند حسن شکر چاهتا مجسمه پرواز بند اورید بند سخت کو خوشی ورنه بی حست جوی حاص
گر خیزی خنایت کی نگاه آهنی که خبر بین کی قید چونین آهین تو به خود تو ای که مولی اندکی حسیر و در استار آتین قضا کر عطا و کوری ای بی	کیا کردی در آن بند و بندگاه سودم کیا و آنی برین کز حد کیا او سگی گری و خند پرو و فکر نامین و اسرار حد کی مضمون و در آن سوچی و گوهری گنجینه	حس که حلقی چون آب موشگانی اینی آلی کام کیا حافظه ز شیر آسای چون آب تو بی که چهره و ثنا نفین تجربه و ششون برین مفاصل	کجه هوای خنیت افلی کارگر دی و پوچنی شکر الفت پری بی چاره کو کف دست تا و در نه خنیت خسته کو جس چاهای گنج لیکر حج گنج عرفان می مجسمه کو
بای اینی طبالی گریه بال شفت او نه اگر لعل بین تری شوق و دل و دل سرخ جوهرین ای بی غریب و مصیبت بی تو آه	کیا کردی در آن بند و بندگاه سودم کیا و آنی برین کز حد کیا او سگی گری و خند پرو و فکر نامین و اسرار حد کی مضمون و در آن سوچی و گوهری گنجینه	حس که حلقی چون آب موشگانی اینی آلی کام کیا حافظه ز شیر آسای چون آب تو بی که چهره و ثنا نفین تجربه و ششون برین مفاصل	بدی حمت کی جا کو کرم جسکو توبی سج چاک سرخ محرو کو میری در کر تو بی شرفی آید پویر بیل لیل و خوار و زار بسط رزاق مستند و عو
تو شرفی و عاجز تو لری بدر و در بی و کج تو شرفی و عاجز تو لری بدر و در بی و کج	کیا کردی در آن بند و بندگاه سودم کیا و آنی برین کز حد کیا او سگی گری و خند پرو و فکر نامین و اسرار حد کی مضمون و در آن سوچی و گوهری گنجینه	حس که حلقی چون آب موشگانی اینی آلی کام کیا حافظه ز شیر آسای چون آب تو بی که چهره و ثنا نفین تجربه و ششون برین مفاصل	اوس اسود و می هوید بر باب لیتور

مناجات جناب الهی
یا الهی یا الهی یا اکر
پوچون تنه تک مبین
تو در گستاخی بی کی سنی
زندگانی بی مری بیکار
بی تری کی کیون تو ای کیون
طبع حرف و حال و حال
گر خیزی خنایت کی نگاه
آهنی که خبر بین کی قید
چونین آهین تو به خود تو
ای که مولی اندکی حسیر
و در استار آتین قضا
کر عطا و کوری ای بی
بای اینی طبالی گریه
بال شفت او نه اگر لعل
بین تری شوق و دل و دل
سرخ جوهرین ای بی
غریب و مصیبت بی تو آه
تو شرفی و عاجز تو لری
بدر و در بی و کج
تو شرفی و عاجز تو لری
بدر و در بی و کج
اوس اسود و می هوید بر باب
لیتور

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

اس سبب توں ہی جگر ترقو تو تیا ہی دیدہ ہی اویسا اگی اسے جھکو کہ قدرت نہیں دلیں تیری ہوا اثر اس کا ایتن کز ناتنا میں سکتا من عن تفصیل میں ہی لکھا کستی تھی ادبم اویس خلق ہی بہت ناور حکایت کی ہے غنچہ نر مرد دل و اہوا دیکھی خالق کی نئی صفت میں نے کہولی اور راز متیر قسم تہی فقیہوں کی لیے رو رہو ہوئی کو وافی ہی لین گہرا ہی معافی حاصل مغز مضمی ہی نہیں بیٹھ قصبی پر دھین ای فساد بھرا تاکران باتو خد دل پر بھرا میں نے لکھی اس میں سہرا نہا ہو چکی بس ہر راہ خدا	سقہ ایمان میں حکم سنو بالیقین اصحاب کے ہاں کا کر چکا میں بلاغ میں بان گزرا تیر دی سمیں اس میں ہے مسطور حال تھا پورا کا فقیر لی فوا عشق کا اولی ہی صفت دیکھو وہ داستان دیکھا خلق کہولی چشم غم میں تھایہ قصہ خلق میں گو قسم ہی نہیں کہوں کہ ہو خرد بھکو تو کافی ہی چاہی پیلا تیرا بان ہی نکارنا زمین میں راز مضمی کو کیا میں پیا گوش لکو کہول تو ای بچہ کہیں کر تکلیف رنج بیکران او ہم کا دھڑا شہاں بچہ	گروہ ملی رہ میں تو بہر کوں کفرش کو کوئی کتبچی کوئی جسم اور روح ہی پاک تر خلق میں جھکا میں دیکھ دیکھتا تو میں کتابا قنار دیکھ کر جھکو عجیب حیرت ہو دخت شاہ بلخ پر عاشق ہی عجب پچسپ نگین کا کیسی بند میں لطافت ہو خواہی بیدار ہو ہر کشتہ ہی فہما تو ہی مغر فخر پردہ فساد میں ہے وعظ خلق پر میں کیتی ہیں پیار محزن یا قوت و گوہر جان کاش سمجھی کوئی سکی مغر کو غور کر نظر کھالی کو پوچھ لغو رہی بنیاد ہر کجاں کہی	گریہ ہی میں تو بہر کوں گو کری صد بار بس جلدی تھانی کو نہیں صحبت کا خالق تاثیر ہے پروردگار گوشہ خلوت میں کر کی بندہ شوق دلی بانہر ان اشعار حال پیش میں کا ابرہہ کیم آغاز قارہ افران قضا اوس کے پیدا ہوا ابرہہ کیم دلیں یوں پاکہ بستی تان جلوہ ہا ہی قدرت حق ملک صورت قصہ ہی قشور افتر دونوں کے حق میں کہیں ہو گوہر تان و در آبدار اسکو گنج باد اور جان تو پیر و شہید مری گفتار ہو کو بھی اس مغز معالی کو پوچھ ہاں تو بہر باد میری جان کہی سمجھی تو دل سے اگر سکار اور رنج تکلیف کہیں بھی انکی حال مضطر کا ناہن عیش کی ہر زمی ہی کیم عشق ہی بیمار دل کا حلیب ہنجران عشق کی غم و بکا مرہا ہی عشق عالی تر
عشق سے روشن ہیں روز و جا کل سی بدتر ہی دل مرد و جا روز افزون و لعل باز عشق دوجا اسی رہنا ہی گران	عشق سے پیدا ہو کوں کجا عشق میں دلیں میں کجا تا ابد سب ہی گلزار عشق مرہا اسی شہسوار اسکان	عشق ہی متعل گہر آن جا عشق ہی تریاق خار و آفتا عشق کا ہر دم نیار ہی کاویا مرہا اسی عشق و وحدہ	عشق کی ہر زمی ہی کیم عشق ہی بیمار دل کا حلیب ہنجران عشق کی غم و بکا مرہا ہی عشق عالی تر

عشق کی آگ شمشاد و شمع	میں یاد فرمائی و نوحہ	ہی فلک سرگشتہ سودا	ہی جان فتنہ غوغای عشق
ہی اسیر عشق آزاد جهان	نہی سرب عشق آزاد جان	عاشق کو عشق سی سیمہ	دو جهان میں ہی بلند آوازگی
گر نہ بتی عشق یوسف کے شر	کب ایجا کی کوئی لکھا کتا	یو کر او سکا ہو تا کیوں نہ کھین	موتیں نازل آئیں کب کب کھین
میتا گر جنوں اس کلفت کا جام	تا قیامت کون لکھا او شام	گر وہ شیریں پر نہ تو بتلا	کب کوئی فریاد کو چھاننا
عشق کی کیا کیا کشتائیں	عشق ہی فصل شکل کے	ہی میں آسمان بکٹ	فتنہ غوغای عشق عاشقا
کوئی جنس فاضل و عالی کہیں	عاشقی عشق ہی جانیں	عشق کی ہی ہی ہر شے	نفاذ الفت ہی ہر عبادت
یاد حق میں ہر بلا کیا دروہ	غرق ہی بحرِ موت میں	عشق کی یارب بھی دروہ	جس سے ہوں دل اور جگر ہلا کر
غاک ہو یہ نیشہ زار استخوان	جھپکاتی نوام و نفاذ	بارگاہ عشق میں ہر کشتا	کم ہی دلی موربے شمشاد
تجسس میں کتا ہوں کن فتنہ	خوب لچپ نہایت ہی	گر مہر سکر حبیبی فردہ دل	چاق اور چوند ہو نہ مردہ دل
پیر صد لہجہ ہو نہ زو جان	سودا فردہ باغ و بو	عشق کے معلوم ہو نہ	تو ہی سبھی و سکی جنگ رگ
یہ روایت آویوں ہی کھی	یوں ہو پیدائش برہم	باپ نکاتھا فقیر بے نوا	ادہم اور دیش حق کلام
لیک سن لیں تھانہ جوار	وضع خوب متغی نکش	عابد زابد کریم و پار	عاجز و سکین غیب فی نوا
صاف طینت نیک خصلت ہمار	بوستان حسن کتا نونہا	تھار بس آزادہ وہ مرد خدا	ایک جادل بنگی رکشا تیار
گرچہ تھا ظاہر میں شوریدہ حال	تھا ہو یا او میں کجا جا	خاکسار میں بھی اوسپنہ	قد کشیدہ مثل روج تیار
تھا بدن اوسکا جو آئینہ	خاکسری نامہ احسن و جمال	شوق سیاحی تھا اوسکا کمال	سیل طواف جواب کا خیال
قام اللیل اور دیکو زندہ دار	رات دن مشغول باو کرگا	دشت و صحرا میں قلندر و کرگا	عمر کرتا تھا بسوج و شام
خوش جھاکا آتی تھی آب ہوا	چند روز و سجا تھا استبر	ہوتی اوس میں طبعی و خفا	اور لب کو وہ جاتا تھا چلا
بیکر و مژدہ طس و شب بیدار	دوست تھا کو کتا تھا سدا	کرتا تھا اوقات صحرا میں	رہتا عمارات میں اور تر
اختلاط خلق ہی بیشک ہلا	جو جھاکا اس و ہی چہار	کیا کو نہیں جو زلف و میر	بان مستلحہ صدفین کے
اختلاط خلق ہی بندہ	ہو سکی تھیں تو کچھ سکوکم	تو سمجھتا ہی اوس ہی حیات	کب خوشی و سی تھکتا تھا
کرم سرگین خواہ کی الی نہیں	ذات علو اوندہ و گبین	دہن میں دھکی سچی آبی	وہ نہماست لختون برف
تو کجرت میں ہوا مبتلا	کب مل غلوت میں تھکتا	تیرگی کثرت کی چیتہ لسی	خود بخود تو ہو و ہر کسی
راکتو بھی عروس غمگنا	جانی و خد کو کبریٰ ماکنا	چو و اس کثر کو تو و جاکنا	چکھ ذرا تو بھر وحدت کا مزا
بھر دھکا اگر ہوج نہ	آپ کثر تھا پر موبین	اوسکو نہما فی میں و نقا	رہتا تھا جھکل میں مرد
بیکر کرتا تھا ریاضت و کما	نہا طبیعت پر ہر اسکی جلا	سیر کرتی کرتی و رعنا جوا	بانج میں اک و زایا کما

در کوه و بستان و چمن و بوستان سیر کر نیکی و برین سبزه فی کسب و نسیب و کسب و نسیب نهادن و نسیب و نسیب و نسیب آیدن و نسیب و نسیب و نسیب نسیب و نسیب و نسیب و نسیب عرق و نسیب و نسیب و نسیب کر و نسیب و نسیب و نسیب جلد و نسیب و نسیب و نسیب باد و نسیب و نسیب و نسیب مس و نسیب و نسیب و نسیب پوشش و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب اتفاق و نسیب و نسیب و نسیب بنویس و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب نیک و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب این و نسیب و نسیب و نسیب جبر و نسیب و نسیب و نسیب جبر و نسیب و نسیب و نسیب فرق و نسیب و نسیب و نسیب نسیب و نسیب و نسیب و نسیب دیگر و نسیب و نسیب و نسیب	در کوه و بستان و چمن و بوستان مرغ و نسیب و نسیب و نسیب صحبت و نسیب و نسیب و نسیب دیکت و نسیب و نسیب و نسیب خلق و نسیب و نسیب و نسیب سیکر و نسیب و نسیب و نسیب اتفاق و نسیب و نسیب و نسیب اسب و نسیب و نسیب و نسیب دختر و نسیب و نسیب و نسیب باغ و نسیب و نسیب و نسیب کیا و نسیب و نسیب و نسیب موی و نسیب و نسیب و نسیب عالم و نسیب و نسیب و نسیب کین و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب موی و نسیب و نسیب و نسیب هر و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب	متصل و نسیب و نسیب و نسیب شهر و نسیب و نسیب و نسیب کسان و نسیب و نسیب و نسیب شاهی و نسیب و نسیب و نسیب اور و نسیب و نسیب و نسیب رزق و نسیب و نسیب و نسیب گوز و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب ایک و نسیب و نسیب و نسیب نسیب و نسیب و نسیب و نسیب چیز و نسیب و نسیب و نسیب کسان و نسیب و نسیب و نسیب نسیب و نسیب و نسیب و نسیب غیب و نسیب و نسیب و نسیب نسیب و نسیب و نسیب و نسیب کسب و نسیب و نسیب و نسیب پیر و نسیب و نسیب و نسیب اوسط و نسیب و نسیب و نسیب تهم و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب به کسب و نسیب و نسیب و نسیب
--	---	--

۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

گلزار ابرو

کچھ نظر آئی عجیب گیت آ	ہو گئی آئینہ سان صورت	کب سناکوش ہر چین کیلک	ہو گیا وہ ایک بیک شوریدہ
دم بخود حیران و شند ہو گیا	ایک ٹنڈی سانس کر گیا	سُردہ تن کی درندہ چکی سے	کچھ سی اوسکی نہ کچھ اپنی سے
دیکھ پاکی سارہین اسکا جو	یوں کسی مجھ میں سرسخت	آنکھیں اوسکی آہو دم نشکا	زلزل اوسکی مجمع دلکا زار
اوسکی نک سنا کر وہیں گیا	چاہی لکھی کو عیرا و دل	نہی محافی میں ورنہ نک ہوتا	جس طرح سرج حمل میں آفتاب
حسن کی تعریف اوسکی لگا کر	جو لکھو میں اوس کی جی	جیت پردہ اوٹ گیا نا خوا	پہر کیا خدام فی اگر استہ
جب سوار اوسکی گولی	دکھو دم کی ہو پیکر	مرغ ہسل کی طرح بڑا جوان	ہو گیا تار یک آنکھو نہیں جہا
سینہ کی اندر دل مضطرب ہوا	مثل مرغ کسمال و قلب سیا	بجسم گو یا ہر مجنون ہو گیا	رعشتہ نادیر اوسکی اعضا میں
دوپہر کے بعد آیا جبکہ مورچہ	عشق فی بار اوس میں ہنسی	پہاڑ کر کپڑو کو آخروہ جوان	گرتا پڑتا ہو گیا چھی وان
عشق فی اوسکو کہا یا انا	ریت سے اپنی ہوا دم تنگ	ناورک و فغان سعد بار	چرخ کی سی سی بھی ہو تے تھے بار
گہریاں اوسکی کو نہیں پہنچا	بیکری میں ہو کر گل کی	اپنی ہستی ہوا اکمل فنا	محو مطلق اوس کی رو میں ہوا
تھی نگاہوں کی کافیت	دم دم میں گرتی جاو کر	اوس پر پیکر کی جو دیکھی ہوا	باتہ سی ہوئی زبانی مستیا
بی خزان گلشن گلزار عشق	عقل سی ہر کار و بار عشق	عشق کی ہستہ بخت گلکاریا	جس سے ہی سر نہر گلزار جہاں
آتش گل سی کیا بیل کو خوا	دل چکروں سنا قمری چاک چا	شمع پر پروا کو نائل کیا	سرو سی قمر کا گہاں دل کا
خواہم یوسف کے دیکھ کر کہا	دل لیخا کا کیا دیوانہ وار	کا نہیں مجھ کو کی ہو کا فوٹو	عشق لیلی میں ہوا اوسکو
کچھ کہا لی اسی شیرینی بہن	ہو گیا بچان جس کو کدو	وامق و عذرا کو دی ہوئی	ہیر کی رانجھی سی کی دلی
چاہتی ہدایت دل میں دھوم	رغبت نہ نیا ہو تاکو دلی کم	عشق سے قطع علاق ہر گم	تیغ بران سنی یاد تیر تو
ہی ہر اک سجا کر قمار بلا	بند ہر ہر چیز میں انتہا	داس میں حرص ہوا کی سیرت	بند آہن سی میں ہر حکم دو
کٹ سکین و ہند کب خربخش	محو کب داغ ہوں خربخش	گر یہ ہی عشق حقیقی کیا	ہی مجاری بھی لیکن کام کا
ظاہر ترا ہی ہند فغان	عشق باطن کی طریقی قاتل	گر حقیقی ہو تو پیر کیا بات	ظاہر میں پھر قتل و قات
اسی لیکن مجاہدی بسلا	حقیقی کاملی و سنی پتا	جو ہو عشق خدا سی پیر	ہی و شہادہ دو جہاں کو
گلرخون کی عشق کیا ہی	دل لکھا اوس پر کہ جو ہو پاید	بت پرستی جو ہو ہنسنور	بت ہی جو ہو جو حق پر کار
یار و فرزند و برادر ستر	ہیں یہ ہر اک نہ حب خدا	دکھو تیری جس ہو توئی	راہ باطن کو ہی ہوئی
زک ظاہر پر جو تو ہفتون	طفل نالہ ہی یا مجنون	جی کیا ظاہر کا اوس کی گون	کیا کر گیا پرتلا می یک
مرد وہ میں جو علان تو کر	رکھتی ہیں ایند تعالیٰ پر	مرد ہنر شستہ دنیا کو تو	خیر حق جو کچھ ہی و سنی
الغرض ان فغان خیران ہ گدا	ہیچے چھپے شمسائی کے	اصل تو وہ تھی سیا دار ندا	تھی ولی ظاہر میں جس حوار

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

گلزار ابرار

عیش کو پیش در عشرت کو غمی	درد کو در دا و در غم کو خرمی	ریخ کو گنج اور لکم کو نوبهار	آه سر او ز خون لکو جو سبیل
منقصل او سر بلوغ کی بو خجی لک	جسمین و شکم و نون	باغ کی چارون طریقی لکا	اوس کی رو کا ملی جسمین ستا
دیکھ جا و انظر فخر الفک	دل و دوا و دلیسی ادم کا رنگ	ہو گیا نا چارہ بیدست و پا	سامنی دروازی کی کرکست
باغ کیا گویا وہ تنہا حصیر	پو خجی نون سی جہان فکری	نی نقب نیچی لکائی مسود	پو نیچی لائی پنی و سکی
بیٹی دروازی پر دربان لک	ہاتھ میں تلوار جہا کی ہائز	تھی سب ہر طرف صد ہوا	اپنی چوکی پر لسی سب ہوا
چریان بند ہی بیٹی تنی و جات	اور پیر لکی لیتی صدیکت	جس مکان میں جاہ سکتی ہوا	اومی پو نیچی وان سجان کیا
پونچا ادم جا کی جب کی تر تبا	دوڑی چارون طریقی	کی زبانی گوشت سنی و ربا	اور کمین تہن نہایت جان
بوسہ لکین لکی وہ دہن کا	نیجری ہوشی مگر گر پڑا	حالت غش میں لکا کو پیکر	باغ کی سرحدی سب کا دور تر
ہاتھ میں جو کچہ لک یا چوب و	مار کر اوسکو کیا مری گت	ہر گشت خفا کی دیکھ	کر دیا اوسکی بد کو بشت
نیجو دلیسی حب آ یا ہوشمین	دلشٹی کن گئی لگا اوس چور	تھمکو کر پی ہن نراون	مضطرب کیوں پہلی ہی
تنہا مقصود تو ہی دور تر	چست اور چالاک ہو سکر	عشق کا ہی قریب ایدل مقام	اور تیرا سہمیں پہلا ہی کام
خون کی سی پنی کر ملی و	جب کہ کر و سمن اور خند	سندھ میں شاہ کی دشت	عاجز و خستہ و داریش
تراختن کی باوشہ کا نیک لک	حکایت عشق فقیر کی	کاشن جو بی ہن و فر	زیر و میان خوب و رشک
شوخ و شگول آفت جان	مات جس ہون چارون	جشد سکین اوسکی ادم عین	پینس کر اوسکی ارون
شکل کو اوسکی سہ پو نیچی	قدرت حق سب کیا اوس	ہو گیا احوال دس و شش	عشق سی لیلی کی جو خن
دیکھ کر اوس ہر کو ایک فقیر	ہو گیا ادم محبت میں	اغروٹ و شہر میں ایسا پسا	غیر آفاق الفت ہو گیا
بسط شیرین عشق کو کز	غم میں بو کی لکین اور	عشق و شک تہن میں	کی لکین کی سنی غمازین
عشق جیپ یا تو خاموشی کا	پرہوشی اور سرگوشی کا	تھی ہر اک محفایں اوسکی گفتگو	جا بجا کو کو کو و سو سو
عشق کا دوش چہر چاہوا	بام و شہت زین گر پڑا	کر کر کر کر کر کر کر کر	بایا دت نامہ و تی تجہ پاز
خلوئے اوسکو بیت کی خط	اور کما اس بات کر کر بند	دشمنی تو جان سی پنی نکر	سی فتن میں تیری جیگا
موش میں آواہ کی سی کز	نمانہ ہوسنا کی نہ کو خبر	صبر کر اور رسید کی پنی چیا	ایاتیری اسید برلا و حیا
استعانت چاہو تو کتمان	تو سجا و تی سجا میں اجا	قد گوا و شو و تیکر کی	شفقت میں لکین خطا
تھم خنل کو تو سبھی کد کو	پیشاں بل و ق لیکن منہ	دیکھتی ہیں میں رشتہ پان	مراد میں میں سب سوا
حال کو تو جو ر دیکھو سوال	تانا و تودہ تر می چکا	کر دیتی تو کام الیہ	آخروں میں میں سب سوا
زنگی دنیا کی ہی ہی	آتش عشق خفی ہی ہی		

عشق سی لیلی کی جو خن
غیر آفاق الفت ہو گیا
کی لکین کی سنی غمازین
جا بجا کو کو کو و سو سو
بایا دت نامہ و تی تجہ پاز
سی فتن میں تیری جیگا
ایاتیری اسید برلا و حیا
شفقت میں لکین خطا
مراد میں میں سب سوا
آخروں میں میں سب سوا

گلزارِ ابرار

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

اس جہاں کی کامیابی
 بعد اوسکی پہنک جہنم فرا
 شانہ ادا دی فی تعب و فکر
 ایشین حکمت سنی زاد و مہوا
 دلیس کہ تجویز پر کہ لک و
 توڑ نا نشیبہ ہی سہل شخص
 گرچہ تو پیش خدا مقبول
 و نہ است تیری قابو میں
 چاہتی تو بہین جو صدق و
 گرچہ حکم انداز ہوا ایمان تو
 حرم سورۃ الظن کو کو تو غائب
 اشک سیانی دینا لاہبا
 پردہ مان اک خاتوا آسنا
 سر کیا حیا دلیس
 جان تن کو کر تری تار عشق
 دل فی ادم کو دیا سکر جو آ
 اتی میں پشور غل پامو
 اطلس دیا دوز رقت و نصیب
 بادل پر دگر گیان زار آ
 مثل آتشی کی بوجھا رہا
 رحم سکر کی میری حال
 بولی دریاں نقیہ خیر
 بادشہ کا خصم ہی تو خدا
 رونق افزا ہی کہان محسوس
 حکم چاہو شو نکو نما میر گدا

فطرۃ قطره گوهر کبایت انو
 اپنی سینے پر کھا چشمت
 آیا سہری پاس لبرکی گدا
 اسقدر دیو کا ریاکار الہ مان
 حرف بیجا سی کر ازل سکھو
 وہ نگہ ناخوشتر میں نبھو
 نا نہوا آخر کو تو خواری و مہا
 وہ نہیں قہر ہوئی آ
 بخشش بجا جرم تو پسی لہ
 اک سی بچ گریہ پانی پڑ
 قصر بیچوں میں و خطہ
 دہویا آب اشک سی سکر لہو
 دغنی باری کردیا بیرون در
 بیٹھا اوس فرقہ پڑنے بیابا
 گری کر سی دل پر اپنی ہی بجا
 سر کی نی بیڑیو احاطہ بجا
 وہ ہی میں کردوں تدا سیم
 شہر صحر کو کیا باغ و بہار
 ارض صحر از رشک صحر اخلاک
 رک گیا ادھم کھڑا بیرون در
 کون تھی کچھ بگنو و سکا
 پر شکرتو نامیر کام دو ہاں
 نا نہواں بات کی شہ کو خضر
 جسکی دفتر ہی پر فکرت ماہ
 بیٹھتا تھا ملا شاہ وہاں

اگر صدف کو عشق بایک نامو
 سر کو شہزادی فی لیس یکا پیر
 اپنی پاؤں یار کی گہری گد
 دیکھ کر یہ حال ہ جان جان
 ابتدا میں سوچا ہی سو سو
 رہی بان تیری کلید قفل دل
 باز راہ دل گنہ سی بچوان
 جوندست چاہی تو بین
 اس پہر و پزیر ہر گز گت
 نہ رہی پاس ہونے یاق گو
 پیر نا تا ہو گو تو چھو
 اتنا رویا غم میں اس کی ہر
 آخر شش ماہ میں دہر کر
 لذت دنیا کو آخر چوڑ کر
 ایک سر کیا ہی ہزاروں
 حیات اہم نمی ل فی دست
 لاکھ جی گری کوئی فرشتہ
 ہو کی پرانی محافی میں سیا
 تن پہ ہر اک کی بھی پوشاک
 کہ میں جب اٹل ہوئے شک
 پوچھا دیانہ نستی جان جہا
 تاکر دن اوس نام کو روز با
 انجیل خام ہی پنی گذر
 پوچھا انسی ہی کہاں ہ بادشاہ
 شہر میں اکہا ہنوز تباوان

بعد ساعت کی کہا شد کی کمر
 سے نکلے یہ بولا اور بیخود
 طبع کو سننے میں کسی بیخود
 بات کوئی دیتی ہی اس
 ملتقم ہو تین جراثیم
 کچھ نہیں معلوم جب تک
 ہی گویا بی طاعت نے
 اک شخص کہنے سے جو
 چاہی ہی سپہر حفظ
 گوئی کوئی بو تھی قتل
 وضع و ریشہ او کی تکیہ
 مرد حقانی کی پشانی کا
 رعیش پر ہو جو صاحب
 مرد حق تھا نہیں ابد گمان
 اہل دل میں سب لو کی باد
 بسکہ مستی کستی ہی چوب
 کیا ہی ہزار زانی ای فقیر
 بندہ عاجز ہوں مکن نجیب
 شہر میں آیا تھا بھریراج
 قدرت حق ہی چلی بسی خوا
 تیر فرکان ہو گئی سیکہ پار
 جسے دی بیثروت و دولت
 ہوش و گوش عقل و ذہن
 بہر حق تو کمری خار و
 رد کہا تو اگر مرد کہا

عرض کر حال فقیر خستہ جان
 عرض کے قابل نہیں اندکس
 عرض ای شد کیا کروں و
 ایک سخن ہو تو دلی سجا
 اچھا ہوتا ہی نہیں بر خیزا
 محدن خط لکھے اندر کیا کہند
 سوچا کی کہ تو کلام لپیڈ
 اک سخن ہی ہو جسم میں
 تاکہ ہو مستتر اہل زبان
 پر عیان تھا او کی چھوڑ
 شنایا کی دل پر مو اتنا اثر
 کہ چہا رہتا ہی پیش ہی
 بیت حق ہی نہیں خلیق
 وہ نہاں کہتا ہی فوج جیکر
 گو کہ ظاہر میں ہوں بجان
 لشکر فرعون کو غارت کیا
 جب کو نکر ہو گیا برہم وزیر
 گلتر از خار و گل صورت
 دل کی سہلا سیکو خوش ہوا
 اوس تھا کا دیار دلاوٹا
 میں ہو اسو جاو سپر نیا
 جسے دی نی خوبی و شمت
 ہمت جو ذکر مطلق سخا
 حق تری شکل کا ہو شکل شنایا
 جہاں سخن سخن تر کنی ہو

کیا کہا ہی کیا کیا اونی سول
 جو کہا ہی اونی ایشا
 سیدہ دم صندقی ای
 ہی زبان تیری کلید غیب
 کر ضرورت میں لبو کو اپنی
 حبیب اپنی ابو کو توئی وا
 ہی اسی سی جاننا نیری
 ایک کلی ہی ہونا ہر صفت
 شاہ فی چرپ کی نقشب
 آخر ادم کو بلا ایشا نے
 ولین سمجھا ہی یہ مرد با
 ہی اثر سجد کیا سیمایان
 آئی تنہا غیب سے کیا
 حفظ حق ہر تہ ہے اوسکا
 حال طشہ ہر پنکڑہ گنڈہ
 شہر نی پوجیا اوت کو
 کیا ادم ہی ای شاہان
 میں گنیا دیکھ کر نا پایدار
 بادشہ زادی سچا میں سوا
 ابر حیرت شہید سی کیسوا
 ہی یہی تم سے فقط سیرال
 جسے بخشا ہی تجھ تو غوا
 اس عطا اوسکی تو کر کی نظر
 اوپر کر اسکا مکا میرے کفیل
 تن سیر ایشا جاپ ہے

کہ بیان جو کچھ تنہا ہی تھے
 میں نہیں کہہ سکتا بگڑوہ سخن
 بہی بان میں کھینکھینکھینک
 لفظ ایسا کہ جو میں عجیب
 لکیتے جڑ جڑ در پاسبان
 راز مہربانہ ہو یاد ہو گیا
 اور تنہا ہی سی سی سوسم
 ایک سی پیدا ہو لفظ کو کہ پیر
 کچھ نہ بولا اور نہ خوش خصال
 سامنی اپنی بٹھایا شاہ نے
 عابد و زاہد کہیم و پاسا
 بیش چشم حاکمان و کمان
 پادشہ کو مطلع اپنا کیا
 جابر و ظالم سی و مسکو نہیں
 معنی ہیں لفظوں کی اندر غور کر
 کہ بیان جو کچھ تنہا ہی تھے
 دو منہ سی ہو نہیں اور پاسا
 کی ہی اول سے فقیر کی شہ
 پاس سے گزری مری یاد
 حل ہوئی معنی شمس و آفتاب
 ہزار تہ پاک حق و حلال
 دینی باجید و عدا ملک و مہابہ
 عقد شرعی میرا روشن ہو کر
 حق تعالیٰ ہو تر نعم الکمل
 ہی ہوا وصلد برسی بہر

[illegible]

گزارا ہر اس

یعنی چہ بند کر کے چھپیں	میں بلا تک و سکی حق	یہ اشارہ ہے کہ ظن کو چھپیں	تا ہمدیہ تجربہ ہوا و سکا اثر
کیا کیا کہ جس حسن و چمک چال	کہ بیان ہر بیڑ کی توادہ چال	اس غلطی کی چھپیں ہی انتہا	قصہ باقی ماندہ اب چھو سنا

بعد میں روز کے جانا ادہم کا باسید نکاح بادشاہ کے

جناب میں اور مانع ہونا وزیر یا تدبیر کا اور در اندازی کنی نہایت

الغرض افغان خیران کہ گیا	پونچا اور چار چہان تھا ہوا	لوٹا انگاروں پر تیل سپند	عاجز و تنہا خفیت و شہند
طاقت تن سہی ہوا ایک تخت	چھا گیا دل پر غم و در فراق	دل کی اند شوق بی یا مان	اور جگر میں درد بیدار مان
جس طرح کرتا تھا صحرا میں نظر	نکھی ہی صورت ہر اک میں جلوہ	بل کے قوت واءری کی عشق	گر گیا ایک دم میں کیا تاثیر
ایک دم میں کر دیا کھنکھلا	دنگ خود بینی دیا بالکل جلا	کیا ہی ادہم سی خود یکو کو دیا	دو شمس کی غیر کی گردن جدا
جو نہو طاعت کے صدا سناں	عشق ہی بات ہم بہترین	عشق ہی صانع خداوندی	اور عبادت ہی تر افعل لیل
سوچ و ملین کہان اور کہان	یہ مثال آسمان و زمین	ذری کو نسبت کہان خود تیر	قطر کو قربت کہان تیر
عشق کافی علی حلق جہان	فعل کافی علی صغیر تانوں	دونوں غنم ظاہری خود غنم تیر	جالی نگہ سحر الفت میں چو غنم

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مناجات بجناب الہی

عشق سی اپنی مجھی بھی یا خدا	خارج جس کو دیکھ ہی ناگہان	اوس طیش و زنا بکامد ہوا	برق جھکو دیکھ کر متفعل
کرو وہ عجلہ عشق باطن کا عطا	میر درد دل کو تیرا پیش کر	الفت نہ یا پہلی ہو یا تیر	پیر و خلق و ہم پر اوس کی چہر
نیخ الفت سی میر دلش کر	قید کم ہو ایک تنہائی رہے	دور کر تھیں کی محبت جہا	بجو وحدت میں بلا شل جہا
میں ہوں اور فی ہر حال رہے	تو تو ہی جدا اب ہر روز تیر	ہوا اگر کوئی گوتہ جسے نشو	پہر دن کا حال کیا ہو دود
میں نہیں گویا بل خدا ہی کہ	موج زن یک بیابان کی صف	تیر ایک چہر کا لیس طمع کا	دم کی دم میں کر دئی ان سب کو
ہوں اگر چہ لاکھ محبت	کار عقبی میں نہایت حل	جہا دس ہو ہیں جو کام	اسی نے دل کی میر نام
ہی زہر قلب ہی پہلو میں دل	عجب انداز میں ظاہر کیوں ہو	طرف میں ہو پکڑا ہی جو	خیشی میں جو ہو چکنا ہی
کلام اولیٰ ہسی صادر کیوں نہ	کب سما و اوسین نور لا الہ	ہر ہی ہستی میں نیل نیل	اوس کی کیوں کہ وہ میں نور و لیل
ہر سچی دل کی اندر جب چاہ	جمع ہونے ہی نہیں الہی	چاہی تھکا اگر وصل نہ	گہر کو خالی خیر سی لکھ قلم
دوسر کی سار و شاہ عیور	نا میر ہو تھو تھو وصل نکار	دیکھا ہی کوئی ہی لکھ خود	سوت کی جو شمس و دود
کہینہ خلوت میں بہت انتظار	چاہتا ہی بار و ہر سب جدا	ہی جمال و سکا و لی سوز گ	دوسر تو ہی گردن قطع کر

اس لطافت سی کثیر و فلفل	لور حق بر فزینسی بیدوگر	غیر حق جو کپے شب کا ظلم	ہی اگر سوں کا جنگو خیال
ہر طرف ہی موج زن ہر باتور	پردہ کجا و پیر نہیں ای دی	نوندیکی تو ہی پیر تصور	ہی میں آسمان میں پو تو
الفت لعل و جواہر سیم و زر	حب جاہ مال و فرزند سپر	نیم شب جس ہی نصیب النہا	ہی سرچشمہ بیکر کو بار
جس سے وہ تھم کو نہیں آنا لفظ	ہیں بھی پر دہری وں لور	ہی بھی پس مل نہ راہ صلا	لمح کو جس طرف کتا ہی
نعرہ ن ترانہ مثل محبوب جوا	سرخ لب لعل کطیع و عین	تین دن اسنی کپی او سجا	الغرض ہر کی تنہا کپر
سحر حیرت میں غرض و غفقتا	دلین سوسو طحی خون جوا	فرقت نہ رو کا ہی چشم لال	وصل دیر کا کھی لین
پای جانمیں او سکی تخی پیر وصل	زندگی کا تہا سبب پیر وصل	وصل کے امید میں نہ رہا	نرسبت کا سبب کو کوئی تنہا
شہد از خود فریت چشم پر پاب	تین دن کی بعد با صرا حطر	جان میں ہوتن ہی عشق پیر	وصل دیر کی نہوا لگر
کرو فاد عید کو ای شاہ زمان	باز بان حال کتا تنہا عیان	با او پ بھی ہوا سبک کڈا	بھی با محصل شہ میں گیا
حالت غم اور خوشی کو آشکار	بی زبان کتا ہی ہر ہر خور	حال ظاہر نیا پیر و جسم حسن	بی زبان کتا ہی ہر ہر خور
کہ رہیں ہوں قصہ جو زراں	گوش ل و اہو تو گر گلستان	ہو زبان طاق ای بہت مل	گوش ل و اہو تو ہر ہر گر
گفتگو سی تو ہی ای کنی جیسہ	مہر غفلت کی ہی تیری گوشت	کر رہا ہی حال اپنا اشتکا	گوش ل و اہو تو ہر ہر گر
کر رہی ہوں لسان شود و فغان	لحم و شحم و جلد مغز و استخوان	د مہدم ای بخیر ہے نوز	وقت پیر کی ہر اک جزو دن
اس قدر تو کیوں بنا ہی کو کر	لی محل اتونہ ہکو حرف کر	وقت خلعت ہی نہیں کچھ	کتنا ہی ہر جزو و جسم حسن
اور بھی ہر خرد کا ہی مدعا	تیری ہر اک جزو کی ہی مدعا	صبح پیر میں تو ہوت بیت بے لہا	ظلمت شب میں ہوا کچھ بے لہا
رہ گالی مرگ سی ہی فوق تر	گر گئی عمر نیر انہی کیوں	کلام ہر جبتہ نہ کچھ ہمے ہوا	حیف ہی دور جوانی ہو گیا
نزالہ سان گسل گسل کے وہابی ہو	منہ میں زبان خود بخون فانی	لا زرخ پر ہوتی ظاہر شکر	موجی شکرین ہو شکر حسن
اغل دل سفتہ الہا حسن	مغز جان خستہ و سواس	ہو گیا مثل کمان سوس و من	رنگبانی دسکی پیر و جہن
لازت دنیا سی فانی ہی پیر گتے	تو نہ عمر جوانی ہی گتے	آنکھ میں گر گس کی طرح میں	گر موی دل ہو گئی کیا نخت نہ
جیب ہر اک شے ہی بیکار ہو	بی زبانی بان ہر اک ہی ربا	بی بان آنکھ ہر گز جان تو	ہی یہ جیسہ و بیکار ہو
کر رہیں دستار دردناک	خدا دستار برک کا وہاب	تھوپہ ظاہر ہر ہر اک کا مثال	گر کش چالسی یہ غفلت نکل
بہر تنہا جیسہ دظاہر ہوا	گر دھار و لفظ حصا	بانا بولی میں پیچ و چسب	انہی کی سامنی اسی سنہ جبر
ہر جڑی کتنی تھی اپنا اوسما	آتی جب مسجد میں ہر نماز	عرض کرتا تھا سلیمانی سدا	ہر شجر اپنا خواص اور فائدہ
عرض کرتی تھی باغ از نکو	جو دوا مختص تھی جس طرح	مری عن سبب و لسی کرتی تو	اپنا حسن و قبح اور نام و نشان
ہیں تیری انہا ہر پیر گتے	کر تیری خلوت میں تو جیسہ گتے	خود غلط و غلط و غلط و غلط	تو ہر شجر اپنی پیر یا غلط

۲۰

۲۱

تو میان سبکجا خاک و زلزل	بولین گیس پیش خدای و جهان	تو حسی سبکجا دلمین چو کاه	بی توکل غیب کی نه سپرد
خشنه من ایلک کبیک بر ملا	سامنی کی چو کپک تونی کیسا	تو اگر کنتا ہی سہی نہیں	تو گواہی کی اوسکی نہ نہیں
کی را اگر تونی سجدہ بن نما	تو شتا دیکی و با صدیاز	کی اگر سجد کی نور لعل رو	شاہد صاف ہی خیرت و چو
گو دلو ہم کی کیا منتی نقل	لیک ہی منت ہی کی لعل	دم بخود دروشتی ساکت کلمہ	شت شدہ حیران پشان چشم
شاہ کی حیدم بر او سیر نظر	ہدیت حق کر گری دلمین	آیا دلمین غیب شی کی	ہی عیان چہ لسی سکی و ہلال
بد رعائتہ سی گری کی کجہ	مین ہون زندہ و خیر ہی	تھا تو دین ہمیشہ شاہان	حیرت فکر و المہی لب گران
دل ہی دلمین انہی کنتا کہو	ہی جوان خند و طعن خیر	ہی نیت خوش ادا یو جان	اسکا ہر انداز ہی ہر خوب جان
کر کی تو کبر و منی کو لے و	عقد و خیر اس کے بالضر	وین اگر ارکان و لک بھی صلاح	گر اسی کے اپنی دختر کا کلا ح
کام اگر یہ سہل یا دشوار	مشورت و سمین کی اور کار	عقل کو تو ہی غفلت لسی	مشورت و اناسی کر ہی حیر
مشورت ہی عقل تو خیر و	مشورت ہی حق کی از ہون	مشورت ہی عقل تری خود	مشورت ہی ہر طرحی سہ
مشورت کو چاہی مرد و	ناکردی تجھ کو خیر مین	یار بد ہی پر کر از اشتکار	لی نہ شو ہی حق و لسی نہ
یار ہر از کو اپنے چپ	مانہ پو چھائی تہمت تشر	مشورت و محون ہا مان	وہی گھوٹی گردن مین
گرہ سننا یا بد و غلط و	ہو تا کہہ قورین و زخل بند	چلتا گردہ مسی کی رہی	بھو قلم ہی نہ تو کو خط
دو بتا کیوں ایسی گرداب مین	نااہل جسکی سچ و ناب مین	چاہتی تفصیل اس کی	نقوی مین دیکھ لے کار و
شدہ و انسی او طکی غلط مین	تا وزیر و لسی کر ہی	عقد کر نیکی اگر دین	تو گردن دختر کا مین اوس
ور نہ کہہ تیر ایسی ہے فرد	جسے تیشوین مو خا لوسی	حکم کی موجی ہا حاضر	شاہی پو چھا کی دانا دیر
یہ فقیر خستہ و زویدہ حال	بی محابون جو کر تابی	خون مزیکا نہ دوزند ملا ہے	بے شکا کیانہ خطر جان کا
رستم ستان جہان پویر	شیر خنجا ہر وقت شفی	ہی ہاں با سطر حسی ہر اس	لرزہ تن پہ نہ محفل مین حور
مردم با مین ہر جرات کمان	یہ کہہ اور بہت کمان	یہ خطر بیون جو کر تابی	ہی بلا شک جن ان مین کیم
یا تو خطی با ولا محنون ہی	یا ولی خالق بیچون ہی	ہی جو یہ پیری پر اسکی آج	اسمین جکت ہی نہیں کیم
وعدہ پہلی مین اس طر سی کیا	لنگ ہو کر تازی کی پد دعا	وزر دل ہی جو کہ کر تابی	اوسکو سن لیتا جلد ہی خدا
خوف جان، محکوم ہا نکار	بدنامی پر تابی قرار	مین سو پنا کام تیری	جو کہ نسب و ر بہتر ہو وہ کہ
سیر ہر اک کا سکا تو ہی کفیل	سلطنت کی خرو کل مین	ہی تجھی اسکا مین خفتا	جو پندار و سو کر ای فادہ
سکندر شاہ و شمشہ کو وزیر	بولای خیر سران ملک گمر	ہو تیری قابل کی آگی سدا	سورۃ انا نقضنا کالوا
دشمن بجا ہون تیری پاتا	دوست تیر و سہم ہا	ہو مین سور و غلام جفا	خاص منہ و مکر مین یو کر

بے شکا کیانہ خطر جان کا

ہوا کرتی پرستش پر موزبان عقل کی یہ بات گویا بخت نہ وج ہو سکین و جہاد شاہ کب برابر ہوں حکیم و طیار استغیاد کہان عشق برین ما تر و حیوان و جن انس چاہتی ہے ملکات شاہوار وہ کہان بدراہی سرخصال بادشہ جس کے تئیں سدا کون ہی جگہ کو تئیں نہیں عقل سی یہ بات شاہ شہید ستارہ کی سنگد کما ای پیر کہا ہی غنیمت ہر الزمان حسن و خوبی پر پوری تئیں کرہ شہ و ران دم میں شاہ حال ظاہر نہ کر اسکی نظر شاہ کا بھی ہو اگر باطن سیاہ خالق کی نظر نہیں تھیل جو کہ اس عالم میں نہ ہو تیار اوس جہان میں خاکہ سر کی پند اس جہان میں شیش و شکر و خمر سرسبز ہو گیا میں فخر و جہا ہو بیان جس کے زیادہ ہو نا لاک ہو جا کر کہو آگ سے عجز و انحراف تئیں نہایت	تو بھی تیری شکر کا کچھ بیان دراپ لٹا ہی کی بھی بخت ازدواج انکا ہی ظلم عدل اکہا کیوکر ہو گا وہ کہان اور کماق ٹکان پاک میں کفو ہو ناشر طری ہر حسن ہو کوئی زیندہ فعل آبدار اور کہان نیستہ زیندہ حل ہاگتی ہیں تیرن جتنی دعا رات دن کس کا ولیفہ نہیں مشرور ہو کر کوسون کھیر	لطفت تیرا بر میان میں روح زوہر جاہی ہم کھیر ظلم کیا ہی صرف کرنا ہی عمل زاج کو نسبت کہو تیر کما حقیقت پائیں کہیں جاہ باز کو کو سی کب پوید ہو ہی یادہ یہ قیامت سی اگر وہ کہان قطب مانہ شیر ہی ثنمان ملک یہ آرزو وہل جہا پادہتی ہوں خلق میں بخت خندہ گی	فیض تیرا آج گشت تیار تو کہ ہو تو میں غبت بختیار کار بیابن بہت سی میں الو کا طوبی یہ کہ تفسیر ایک چہرہ دوسرے محمد کبک کیوکر حل رطی بندہ ایک ششہ میں خد ہو کر اور کہان یہ بنو امر فقیر ہم غلامی سی ہوں اسکی خور عقد او سکا ہو گا سی غیب مفت میں شام ہو سی ہو محمد کرہ الفقر فخری پرستہ ہی یہ ظاہر ہی کا کد و وال اکیدم میں خزان دم میں صاحب جہا و شہ فاق گیر ظاہر ہی حقیقت اسکی ہو عالم باطن میں ہر کبر ہیں حقیقت میں شہ ملک وہ نہیں اس ملک دانا ہی اوس جہان میں گرہ و عجز و نیاز اسکی ہر اک کام کو پر عکس جان ہو وہاں اس کے عذاب انہی امتحان کرتی ہیں جس میں اور کہار و شش ہوشل شاہ مغنی و سکی ہیں ہی ہر ادا
---	--	--	---

الفقر فخری

خوش خلقی در به خلقی بی طلبی بش رشتی بود کدنا تو بی در لاجور دو جودان رنگ طلا تو بی بود معنی کا ایجان آشنا سینکے نقش دیون بودا ویر عقل شامو کی بی عقلو کی یہ عاذا سند نہیں جنگ جلال تا تو عجبہ بر دو جہان بادشاہی کے لوازم اورین سلطنت میں چاہی عجب آ ہوا اگر اسبا نہیں کوئی قصو آشنا معنی سے گرتا گدا غیر حق ای بادشاہ داد گر ہی تو نسی اپنی ہر اک جنب ایک ہی سوہن پرستو کا گم وصل اور چیزوں کا فصل دوستو توجہ اصلی ہی تھے نور حق کی ویر و بادشاہ جو نہیں جو حقیقت سی خبر نفاہت سی من بکنا ہی گدا ہی نظر بند ی فخر ریز کو گر آدمی میں گر چہ اک صفت قی ایک موسی کلیم از دان میل ہر اک کو ہی پنی مشن شازاد کا گدا سے از دوا	دخل معنوں نہیں نہیں کہتی گر سیاہی سی ہو تو ہی دیکھ ہی فریب طغیالی مر خدا جوا بدینا وزیر کا بادشاہ کو اور ہی تر از شاد حق دلہند ہم شنبہ ایک عقل شاد ہی غرض منظور مجھ کو عرض اپنی محبتوں میں خوار اور گدائی کی زلی طوہرین زیب و حسن طہری آفتاب انظام ملک میں ہر فتوہ صورت ظاہر کیوں توفدا جو ہی ہی لبت شمس تھے تیر بت پرستی سے غیر و کی نظر تو بتا ہی بنیابت مہدم چو طرسکو تا کہ ہو وصل خدا ماسوی حق کی نہوہ لبتگی ذریسی کمتر میں یہ خوشیاد ہوئی میں عشق حجاز میں جہین آہاری سو بکنا ہی گدا آدمی سمجھی کہ ہی بابا گدا فرقا نہیں ہی لی لی ایک فرعون دلیل و شہاد شرح میں ہی دی نظر گو یا ہی سو نہ جو سارچ	طفل ہے زینت پہ اغلو کی فدا اہل معنی کی ہی معنی لطف ہم شنبہ ہم دردانا جلوہ گر جوا بدینا وزیر کا بادشاہ کو اور آپ کا ارشاد لی گم اور کاست عقل شنبہ ہی خرمین لبت کی جو ستا خانہ میں حق لازم ذاتی ہی ہر شری کو خرو اختلاط اسکا نہیں ہر گرو ہیبت قدریاست کرو فر ہو فقیری پر گر خرب مزاج دیکتا گر جلوہ رخسار یا بت پرست و ناوی کر ہی ہی نعل میں پیر تھا عجب مال و زر سی تھی دل بستگی ہی تو غیروں پر دل جانی راز باطن سے جو یہ ہوتا شہیر چنے دیکھی جلوہ حق کی بیا ہو شرب از بس میں یام شہا ہری پر اسکی نہیں نور جلا عاج کیا سچا ہی چو ساج کو ایک تو معنی صبر و کور با و جو اک جنب کے کتنا ہی شرط ہی ہم کفو میں جمال ہی کسب کے بریں لبت	مفسر معنی سی نہیں وہ جانی میں لغو لعل و شہیر خوبی معنی ہے رشک صدمہ ما کجا پابندی زلاہر سہلا سری پاکست و حق و صفت خوشیہ چین اوسکی ہی سب خلق ہی غرض مجھ کو فقط اختلاف وہ نہیں ہوتا کبھی دوس ہی راہ سکی ہے جدا اوسکی جدا نحو و توجہ و فعال و زور و زور جامی و شش شخص کو کیا تخت بت پرستی کیوں کر توفدا بت گردان یہ حقیقت ہی طعن آپکو تو جانتا ہے پارسا اقر با و خویش سی چو سنگ اور سو جدا کوی ہی جانتا قلیلا صورت یہ کیوں ہوتا شہیر دوی کی خطا طریں نور ہا اور دنیا پر عشق کامی و چو فنا شاد ہی میں آنکھیں لال لال کیوں ہوا سچا ہی سن لاج کو ایک لوجہل لہجہ ناسنا تعد نہیں ہی میان غیبت ہم نسب ہم پیشہ ہم زوال آو ہا ہر ایر شہدائے دہلا
---	---	---	--

حاکم کا چاک ہوتا ہی سب گھر دیکھا جیسے ہم اصرار وزیر لاؤن گریں اس سے بھی بتر گھر بعد لاس کے جو میرا عقد ہو باتو ہوں راہ طلب میں ہیں صاف کہدی آپ کا دعا اپنی کمر فہمی ہو کر مستعد یوں کہا وہ امداد بے گدا اکیدم کی بھی نہیں ہوئی بے بولایا ہستورہ مونی کما خواب میں شیشی کی نہیں دل ہی دلیں خوش ہو سکے دور ہو گیا حیلہ یہ سیر کار گھر مخرب شد میں نہایت ضیا راکو ہو چکا وہ شہ جوار غ ہی ہوا وہ جو صندوق طلا طلہا و سونے جزیں کھانکا فضل کوہا کرتے تباہ گھر دیکھ کر موتی کی دھان قربا بی تر می لٹا کی بکری ہم جس کو ہم پہن میں طالع محال ختم تہ پیرو گوی کار گیرے قندلی ہی اور سہل زبور سے چار ضلہ نستی کیا عالم سنا گو کہ ہی انا و عاقل وزیر	لٹا ہی دلی کو توج و تخت وزیر عہد بیان قول و اقرار وزیر وعدہ میں لغزش نہوار گھر تو ٹھٹھا ہوں انھی لغزش کو گوہر مقصود یا لاؤن کعب نامری خاطر سی جا و دعا عہد دہم کیا اونسی بجا موتی گر تو لایا و لیا دور ہی خدا اس بیکر کنسی بیکر چاہتا ہی جسکا نامی دوسرا مکمل اصل جنت جو و سکی جس میں سمجھا دادم میں آفاقیر گر گید و لیش کو میں اثر اکب سندی بہا منفور تہا تھا نکچہ در کاراوس گھر اوسکی اندر سچ ہی تو تھا تا کہ ادم ہم کوہ کماؤن و کمال رکھ کے ادم کی کہا با تہ بجیر تہیں ہو در ویش عوی کب ہالی لیا جھمی پیش ہم ہی تر قیفہ میں ہانی و کمال تجھو ہی نہ تر و نسیر برتر سیر خوشی اور شراب نگور سے جس کے اندر گم ہی عقل از کیا تیری قدر تھی غافل وزیر	گو کہ گو نہ کار خالی حق کی گھر یوں کہا گر تو ہی میں گھر ہو نہ عذر و سد ہم ہو بکر اکریم اپنی خدمت آرا میں کرو پر ہی گر حیلہ بھانا اسی بجا بسکہ غفلت کی سبب بھانا کہا کی پر سام ایمان لیکے آوی جبکہ در وید کو پہلو ادم کی دلیں بختیز ہی طلب محمول مطلق کمال صورت و شکل و ضیا نگور یعنی سو و سیا پانچا نہیں باتوں باتوں میں بلا سیر گھر راکو عظمت میں ہو در سنی تھا خرابی پر جو در و عہد اوسکی نہ رہی خوشندہ گھر لایا حیلہ سی سند نہ دارشا دیکھی جب ادم سکونی کی دلیں کتا تانا تانا کمال تو ہی ہی منتاح فضل کمال کام ہو مشکل ہمیں نظر خاکسے لٹاں گل سگی کری رحم بن میں ایک قطعا بکا لطف تیرا گر نہ ہو ہی پار گھر زہن میں سکی در بہا	عقل میں ہر گز نہیں سب گھر دی بھی خدا میں خدا پاک کو حیلہ و مکر و دغا انکار کچھ کیسے کھجور محنت سالی میں کرو تو عبت ہی میرا جانا ہی وزیر دادم میں اوہام باطل کے وزیر سچ میں ضاموں یارب مجید عقد نورانیزاوسن خنری یعنی اسکی عہد میں لغزش نہیں دیکھ لوں آنگو نشو ماروں حال دیکھ لوں تو جیتو کا کھال و تنگ اس جگہ در ویشیں نکا نہیں کچھ تک وہ ہی نہیں کرنی دیتا تانا تانا مشعل و شیشی اوسکہ بلوا کر کہا امیر دین شب چراغ دختر عالی گھر درج زرین جہین تانا تانا خود بخود پڑھنی لکھا کمال میرا اوس تانا بندہ گوہر وصال تو ہی ہی فتح ای رب مجید تیری گی ہی وہ سب سہل تر آ لیبی گوہر عشب سی مل کری کس طرح حکی صورت مادر بنا پونچھی کب مقصد کو ہر جگر ہی سب سے نہا ہی نیاسی
--	---	--	--

اوسکی پانی کو بیجا ہی حال	اس کی کرتا ہی بیجی	لطف نیز اگر ہو سبب شکر	پاؤں میں پانی دربی نظر
جانا اوس کا دلکش کو ہر	ناتک	میں	کے
دیکھ کر اوس کو ہر شہزادہ کو	یون کہ لادہ ہم لی ای فرخندہ	میں خدا ہی پاک اب نام	میں جو کرنا ہوں ویسا
کو کہ ہی یہ کار شکل ای	کیک شکل	کام ہو گوشت شکل	ای خدا کی سنگوہ سہل تر
کے یاد ہم ہوا صبر نور	بتقراری بی نصیبند وہ در	و حشیوں کی طرح صحران	راش ن پرتا تادہ
روم و ہند و ایران و غنم	چین و چین و صفایان	کو کہ کوہ بھر و بر و	دشت دشت و کو کوہ و
رات دن جو فکر بھی جیسی	جست جو کر تا ہمار وار	یاد میں ہر کی لکین جسم	نیج فرقت سی تھا غنم
گفتگو ہی نہ لب شفتہ حال	مثل بخون ہر بی بی	یاد میں کرتا ہاروی ہار	دونوں آنکھوں میں آن
خون چکان کب تامل غنم	مثل سبیل ہر پیشانی	ہوش بچہ تن نہ پروا طعام	محوروی گلزار لعل فام
اوسکی سودا محبت میں گدا	دین کا مطلق نہ دینا کار	کرتا تھا گاہی فلک سی یون	کیون دکھا ہی جی ج
ذہ زہ کر کی جسم زار کو	خاک او یار کر جو ہو ہو	فکر کر ایسی کہ ہو میرا	صاحب تیرے غنم
میرے مشت نہا کی یاد صبا	لیکے ہاں جیسی وہ و فخر	کین بہت جی جی جی	پرینا بگو ہر قسم مقصود کو
جو کوئی آناظر اوس کو	اوس کے کتنا تاکہ علی	دی جی جی جی جی	جس کو ہوتا جی جی
اک پر کی گوشوار کی	گو ہر غلطی کی خوش	جو کو آناظر اوس کو	جائتا تھا دل میں مجنون
دیکھ کر شفتہ و زولیدہ حال	کر لی دیونا اوس کی	چیر کر تا ہار صغیر	نشدہ کرتا ہار میر و
عشق ہی ورسو بلا سو خوار	عشق ہی ورسو خوار	عشق ہی ورسو خوار	عشق میں ہر ہر
عشق کیا ہی کہ بلا جان	عشق کیا ہی کہ بلا جان	عشق کیا ہی کہ بلا جان	دہی ہوا عشق کی
عشق فی کی جس کی دین	وہ نہ تیرا کا ہو گیب	یہی جس کا خانی ہا ہا	کرتا سوتی و جی
ہوتا حسن زار میں اوس کا گدا	تاجرون کا گدا نا بان	جس ہوا اوس کی	چو کر رہی کو
آیا دل میں آخر عشق اوس کی خیال	شہر میں ملتا ہی ہو	سویں کر نام کو	سویں کر نام کو
سعدین گو ہر جان ہو چل	چو ہر ہر ہر ہر	موجہ و خلاق	موجہ و خلاق
پیدا ہر شور میں ہوتا ہی	مشاورت ہی	تو تو کل	تو تو کل
ہستہ حال ہر ہر	عام	عام	عام

کے ہر ہر ہر ہر

کیونکہ سختی و رنج بسیار دیکھ کر او سجا انداز طبع موج کا از خشن کینہ دگا ہو کر بگ عقل پر دم ہی مثال پند زار ہو ذرا بھی محقق کا جی طبع خستہ و خستہ ہی خروگر بگ عمر کی سسنگ گت و تین لبت کہ کی پر پاندی کستہ گو گدا نہا جوار خود در کستہ وہ سرور صبح سی تا شام از شربت اسحر جا کز لغت و دہر گسب کمر بھر جیش پیش کا آجا جو شمع ہی ہی ہر از از خود دست کا اطلا و وسکا گرو و چارہ گر ہی جان بند ہمارا ایم جان ہلکے گزشتگی حاجت کور و بر طریق سفت خیر الایام رات دن محنت جو یوں کر گدا سے نہ کہ بہترین با اہم خوش گو داہم ہی گیا ہو تو گور کر رہا حال کو اپنی عیان توسلہ چاہو خاں شوقی حال منطق از سبب ایمانی ہو اور جو کہ ہر ایک سبب سے ادنی اور ہی شوق و ہوا	پونچا پھر شور پر پیمان کار رگیا حیران فقیر سہ نو کیا ہوئی اس شفت کی شورو عشق برقی شعلہ زور و پور عقل فہنگوں ہا نس ہی ہوئی آئی یاد ہم کی دلیں بگ گو بہ مقصود آوی بکعت پہنکنا تھا رگیا کی اور دہم دم دہ چند ہو ما خوش در وادہم تہا ہی آٹون پر اوش جان کر تار ہا مرد کو اوسکی بہت پر خدائی کی نظر مرسم رشتن دل انجنگان پونچھی کب مقصود کو اپنی عذیر و زار و خجست بازان جوا و سی مطلوب ہی کر و جا کی اہم کو گیا او غنی سلام کیا بھی نہ ہو رہی ہی خیکو کچھ نہ بولا و غیب فہم شوم پرستی گویا ہی طبع خوشی بانی الہم کا خود با خدائی گو شری ہی پیم خدائے منکشف ہو از و پور پہنکنا تھا رگیا کی اور دہم دم دہ چند ہو ما خوش در وادہم تہا ہی آٹون پر اوش جان کر تار ہا مرد کو اوسکی بہت پر خدائی کی نظر مرسم رشتن دل انجنگان پونچھی کب مقصود کو اپنی عذیر و زار و خجست بازان جوا و سی مطلوب ہی کر و جا کی اہم کو گیا او غنی سلام کیا بھی نہ ہو رہی ہی خیکو کچھ نہ بولا و غیب فہم شوم پرستی گویا ہی طبع خوشی بانی الہم کا خود با خدائی گو شری ہی پیم خدائے منکشف ہو از و پور پہنکنا تھا رگیا کی اور دہم دم دہ چند ہو ما خوش در وادہم تہا ہی آٹون پر اوش جان کر تار ہا مرد کو اوسکی بہت پر خدائی کی نظر مرسم رشتن دل انجنگان پونچھی کب مقصود کو اپنی عذیر و زار و خجست بازان جوا و سی مطلوب ہی کر و جا کی اہم کو گیا او غنی سلام کیا بھی نہ ہو رہی ہی خیکو کچھ نہ بولا و غیب فہم شوم پرستی گویا ہی طبع خوشی بانی الہم کا خود با خدائی گو شری ہی پیم خدائے منکشف ہو از و پور	دیکھ کر اوس سبب کا پھر شور ہر دن تک گرد و دیا کی ہر کا کسے دیکھنے اک سنگ عقل فہم عشق شمس و اگر دینہ ہم کیوں کر ہو خستہ کی ہی بے ریا کو اگر دکلی اندر بخت کر کی خیال بی تا مل جے یا کو جوان نکر کما سکی کی پونچھی بھو کسائی لی ہون چال گذری حالتین چاہی ہو گیا لطف خدائی نیاز ہی ہی غنوار غم گدین حکم دگا و جناب کسب دیکھ کر اوسکی خستگی و سے نہ کہ بہترین با اہم خوش گو داہم ہی گیا ہو تو گور کر رہا حال کو اپنی عیان توسلہ چاہو خاں شوقی حال منطق از سبب ایمانی ہو اور جو کہ ہر ایک سبب سے ادنی اور ہی شوق و ہوا	اور گنتی اہم کی سبب سخت پر ہوا حاصل اوسکا دعا اور کر لی ہو لقمہ بیدرگ عقل کا و عشق برقی گاہ شعلہ و خس کے ہو محبت ہر گو بہ مقصود آوی بکعت کستہ چوبین غلشی لہ نہال پہنکنا تھا رگیا کی اور دہم دم دہ چند ہو ما خوش در وادہم تہا ہی آٹون پر اوش جان کر تار ہا مرد کو اوسکی بہت پر خدائی کی نظر مرسم رشتن دل انجنگان پونچھی کب مقصود کو اپنی عذیر و زار و خجست بازان جوا و سی مطلوب ہی کر و جا کی اہم کو گیا او غنی سلام کیا بھی نہ ہو رہی ہی خیکو کچھ نہ بولا و غیب فہم شوم پرستی گویا ہی طبع خوشی بانی الہم کا خود با خدائی گو شری ہی پیم خدائے منکشف ہو از و پور پہنکنا تھا رگیا کی اور دہم دم دہ چند ہو ما خوش در وادہم تہا ہی آٹون پر اوش جان کر تار ہا مرد کو اوسکی بہت پر خدائی کی نظر مرسم رشتن دل انجنگان پونچھی کب مقصود کو اپنی عذیر و زار و خجست بازان جوا و سی مطلوب ہی کر و جا کی اہم کو گیا او غنی سلام کیا بھی نہ ہو رہی ہی خیکو کچھ نہ بولا و غیب فہم شوم پرستی گویا ہی طبع خوشی بانی الہم کا خود با خدائی گو شری ہی پیم خدائے منکشف ہو از و پور
---	--	--	--

گرینین قاون جواسون چی کسول آنکسین اور تو شیار سو کاشکل کا خلاق کے نام نام ادہم فی سنا خضر کا اسطیخ فریان گردا و سکی سو پیر کما ادہم ای سیر اول و آخری بالکل در شان ایک تیری نہایت ۱۰۰ اوس سچ گوشتوار کی لے مجا و سیاسی گرونی لے اوس سچ گوشتوار کی لے اسی پتیا کہ سوتی سنا خضر بولی نس کی نادان ہو گئی لیکن تیری باوصیہ حکم حق پونجا ہی مجھ کو کار خاہن خدا کی بیچار تجو جو آنا ہے دنیا میں نظر غیب کا ظاہر ہو کر لعل عرف ماہ و خور ذری ہیں ملک غیب جسے دیکھی کہ وہاں کہو فر ہو اگر اک گ ملک غیب کا عشق کی باتوں میں مجھ کو کر دیکھ حق میں کہم ہی وہ خضر ای اوس کے کما سی بند کر ظاہر کی اپنی چشم گوش	خضر نے ہر نسل میں کس خضر میرا نام ہی ای نہوان ایجان ہوں نہای گریہ سینتر ہی شش دہان کتب و گلشن میں بل کفر دستگیری کر خد اکیو عشق کہ کر و خشتیاہ مانع کا عقد میں ختری ہی نہایا وہ ہی و سکی وصل ہی ہر خوش ہو ہو دیکھ کر اوس کا اسینے کر تا ہمارا حکام کو گریہ آنا گو ہر قصہ بکفت قطرہ ہی ہوتا نہ اس باکم یاوری قسمت لی تیری جو پاس سے ہر پلہ اور آرام کر ہی وہاں ہر شے بہت لی اندھا اوسکی آگ ہی سیر و دلیل ہو لی انسان کے تحمل خستہ ہو اگر ظاہر و ان کا ایک در چونہیں اس سادہ کا دانائی دست بند ہو کر ادہم کما اپنی ہستی ہی ہوں کس ہی جی شد سوتی شجیر ہوہر اقب جان حق کہ جو سندی ہی ادہم شمس	نواہ غفلت ہی فریاد حکم حق ہی ہوں میں کشتام بتقراری کر کی قد و پیر شمع پر جیسی ہو پروا نہ میں ہو ہوں بحر میں خضر ہی وہم کی کی ساری پاس خست شمس کی عی قل دوسرا ویسا جی کھو اوس بایندہ سوتی چاہی ہی گو ہر خشان ور نہ پانی میں کب ناب صرف کر سال تو گروہ لطف حق تیرا ہوا نعم جا کی کر ادہم کی تو جت عقل سے برتری کار کردگار اصل اسکی غیب میں نہای بھر چرتہ میں ہوں کیا ہی ہر اک حیران آگے نور وہ ہوا دنیا ہی مطلق خیر اوسکی ہو دنیا وایہا ہما فرقت و لبر ہی سنج جس باتا و ہی قزبان کر در انکو دیکھو انی اناکہ ہو جت حق لای
--	---	---

خود بخود در پیاپی پیر موج زن	خود را بیزه تعالی سنی سن	خضر اوس در یابین غایب گویا	بند جیبا هم لی لکھو لکھو کیبا
بی مثال بی نظیر و بی شبیبا	هر صدق من کین بی بها	توده نود و یک پر بر جلد	پانی لایا کینچر صد اصد
اود مد صد فین سیکالی سخی	حبقت و طلب بر بونگه	سراوٹا کر دیکه سر از خفی	عینک آتف لی پیر آواز
حیف او سیک پوچی و حق	خضر ما جسکو ملی آگاه حق	طعن گر کوئی کری اسجاس	حق من دهم کی زرد سوطن
کعبه عرفان قطب بیتال	قبله ارباب صاحب کمال	اوس سیک و تعلیم و حق	خضر سا کمال جسی مرشد
باگنا تانا اوس سیک و لید کیبا	کچر بر حاصل اوس سیک دهم لی	واقعیت سر علم مصطفی	مهرم راز جناب کسب بر
کب نظر آتا سیک کوئی دوسرا	عشق بین عاشق کو دلبر کی	عشق کی عقل کی عکس	بی یکم فہمی سے بجاوشتا
کام ہی تو کام ہی معشوق کا	ور د ہی نام ہی معشوق کا	بی طربا و سکو تو ہی معشوق	بی طلب اوسکو تو ہی معشوق
شنا زانی شادی دیدار	در د ہی تو در د جبار	اور الم جو کسک محبوب	غم ہی تو غم وری محبوب
دین دنیا سیک بر سیک سلم	بی ہست والد کد جنم	جینجو گر ہی تو ہی معشوق	گفتگو گر ہی تو ہی معشوق
کچر نظر آتا نہیں اچھا	آکھو نہیں عاشق کی لبر کی سوا	عیش و غم سکا ہی صفا	قبض و بسط اوسکا جو ورا
بو تہ زگر سہ سہ چہم	آتش سوزان ہی عشق	عشق رکنا سیک کوئی	عاشق کی راز کو سہی
تا کہ حل با طلا کا غل غل	دلیہم دیتا ہی لکھو اک طفر	جعفری کرتی ہی صدف عشق	نفس انسان سیک طلا
باغ و راغ و لعل و دروید کا	ہی تعلق و لکھو تری جا	اور نہ بہ سیک سید و پو گیا	بگیا کدن اگر ثابت
روری احباب ترک خالان	قرقت یار و عزیز و ہمدان	الف سیک زور و زورن	معو کسک طری ہی موجب طری
سک کردی بکھوی مرد خدا	عشق و عشق کا کد م	معو کسک ہون پر بکھو	کسک چشین تجھی بکھو
گر حقیقی ہو تو پیر کینا ہی کیا	ہی محار عشق کا بہر دنیا	تیغ تر انس زیادہ تیر تر	عشق ہی قطع علاق من
ہو و بی شبہ تر چشم گوشت	تو فنا و سہن ہو گری تیر	کسک خیتی کا قلم ہی ہویا	جیکہ عشق مہدی کی شان
اس بیان سیک قلم کاسر قلم	اب نہیں کسک تیا گی قلم	نطق و گویائی و ر و ر	ہو و ہی سہن و سوا و کمر
ایسا کلا جس سیک ہو غیرہ نظر	جو صد پیری تو او سیک	چو صد فہمی کیا محار جا	جیکہ ادہم لی کیا لکھو لکھو
بی حقیقت انکی آگی ہو گیا	وہ در تانہ شاہ بلخ کا	جسکو دیکھا اختر تانہ ترا	ایک سی تہا ایک شہنشاہ
خو کمان اور زہر بجان	وہ کمان یہ کو بختشان	اوس لاکھون در پیا فوق	دیکھا ادہم اوٹا کر جو گھر
لایا سجد اشکر نیر دینا بجا	دیکھا ادہم بہشت شان	یہ کمر طاعت عطای کرد	وہ کمر کسک تاش شہر
بلخ کی حالت پیر ہی ہوا	دل کی در زمان او لکھو کیا	ایک روز شک و شک	چہا نہ کسک سنی لکھو
رینج دور سیک تیار مصطفی	وصل کی امید انہا مان	یونچا شہر یار من پیا	بعد از تکلیف و رنج

بند جیبا ہم لی لکھو لکھو کیبا
پانی لایا کینچر صد اصد
عینک آتف لی پیر آواز
حق من دهم کی زرد سوطن
خضر سا کمال جسی مرشد
مهرم راز جناب کسب بر
بی یکم فہمی سے بجاوشتا
بی طلب اوسکو تو ہی معشوق
غم ہی تو غم وری محبوب
گفتگو گر ہی تو ہی معشوق
قبض و بسط اوسکا جو ورا
عاشق کی راز کو سہی
نفس انسان سیک طلا
بگیا کدن اگر ثابت
معو کسک طری ہی موجب طری
کسک چشین تجھی بکھو
عشق ہی قطع علاق من
جیکہ عشق مہدی کی شان
ہو و ہی سہن و سوا و کمر
جیکہ ادہم لی کیا لکھو لکھو
ایک سی تہا ایک شہنشاہ
دیکھا ادہم اوٹا کر جو گھر
وہ کمر کسک تاش شہر
چہا نہ کسک سنی لکھو
بعد از تکلیف و رنج

دھل ہر و کا کہی لہریں جہاں	نہا دانی تہمت وصال	خلعتِ عہدہ کا کہی لہریں	تھا اسی خوفِ رجا میں
جیسفہ ہو وصل کا وعدہ	نیر ہوئی آتشِ قیاس	یونہی ادھر نہیں کہ جہاں	نصفِ شبِ فانی تھی کچھ کم
بند دروازہ کو ہر کسی کے	رہ گیا جیسفہ میں	خاک پر لیس گر پڑا بیتاب	ایک پر تھا ماہی بی آب وہ
دہم کہتا تھا کہ تہمت ہو گئی	طول میں وقت بیاہو گئی	جالی کیا وہ شب کے طول	مبتلا جو رنجِ وقت میں ہو
طولِ شب کو جاکی خواہی ہو	در کا احوال تیار ہوئی	مبتلا رنج و مصیبت میں	جانتا ہی رات کی احوال کو
اپنی لہریں ہوا جو بند	جانتا ہی اسی شب کا مزا	طولِ شب کی ایک تہمت	سوئی ہیں جو بسترِ نجات
دو پیرس بھی یاد ہی ہے	گذری دہم پر شب کی دیر	دیکھتا تھا جس جانی کو	لوتا اوسس خاک پر گاہی ہوا
خاک کو گمہ اوٹا کر چٹا	کنتا اس کے وہ محاف تھا گیا	شہر کی دو لہریں اوسس	ہاں شمل صبا تھا نیرنگ
آغٹنگ نا کہی گر یہ کہناں	آنا دیر شہر کی گاہی ہوا	اسٹریٹ دو بین ہو وہ	ہی خرویش سے بے باک
جنگِ نفاذِ نوبت نواز	نب کیا دوازہ دریاوں باز	صبح کا بھی لگا حیدم	واہوا اوسس شہر کا وقت
دیکھا جب دہم دروازہ کو	تھڑپا ہی کھڑک خود چلا	جس طرح افغان خزان	جاتا وہ آوارہ بی خان
کیپھی ہو آہن کو کب میں	کہا ہی جذب کٹ کاہ کا	ہی یہ جذب جنم نہیں	ہی وہ جذب غیب تھا
اس میں دہم میں قیاس	لی خبر وہ یہ سہر انتہا	جذب قلبی کی کشش	شرق سے تا غروب کیسیاں
فاصلہ سو شرق اور سو غرب	جذب لہر ایک پاس	جذب نا طبعی جذب	ایک جذب تک ہی نہیں
جذب قلبی ہی زنجیر کی ہوا	پاس سے یقین کی پوچھ	کیپھی کہ گھان سی الاچاہ	رہی کیا کیا کہو کہانی
باوجود حسنِ غوا خرام	اٹا کو بکوا اپنی آخر غلام	آخر شہر کو پیر کر دیر	کیپھی کرا لیا زنجار کی
مگر نہ تھا یہ جذب کو کیا تھا	وہ ہی طرح کیوں	اس قدر تھکیت یہ آوارہ	جذب قلبی ہی لہجہ کی
کیپھی کرا جالیں نہر کی	مصر میں ہو سکولا عاشق	گر نہ تو عشق میں تھا	پیش ہاں کیا کہیں تیر
اطلاع نام بولت بھی	راہ گھان نہیں آگئی	دیکھتی تھی صف کی صورت	یہ روا ہوئی ضرور کہ
مرتی دیواروں میں ہر گھر	گر نہ تو جذب قلبی کا	ہی بیان آہن باو کرا	گر دیا تھی عاشقان باوفا
جذب ہی تاثیر مجنون کی ہوا	قافلہ میں چلے لے	ظلمتِ شب میں وہ پیر	آیا مجنون جس جگہ تھا
اکی سر پر جب ہو لے	تپ خبر اوس سوختہ جاگہ	ہوئی لیسے سی ہو	خوابِ غفلت سے ہوا
انفاقا جبکہ پوچھا وہاں	نہا وہ دروازہ انظار مان	مسند شاہی یہ باحد	کر رہا تھا بادشاہ دربار عام
جاکی دہم کی کیا تہمت کو سلام	برطریق سنت خیر الام	سامانی شہر کی ہوا جاکی	کچھ نہ بولا اور نہ کہ
دیکھ کر بھانا اوس کو شاہ نے	اور دہم پر دہم شہر	غصہ ہی سے اس کا گاہی	شرط یہ تھی نہ تھی

لاوی گریہاں در آہ ہر قوا گراوسن سدا کو لایا بجا سینکے اوسم کدا آب بزم چہا نسل کر او سمن کل چا ککے یہ سونگالی دلق سے دیکھو تائب او بکلی چاک سو تو نہیں آپ یہ سو نہیں و خشیو کی طرح او سکو دیکھ دل ہی نہیں کر رہا تھا گفتگو پوچھی پڑھنی ویرانی صلاح عقد ہی مانع ہوا پروہ ویر قبع کر اوسنی کتا لسی بیان چہر بیان مجھستی ویش کا باد کہنی آپ جیسے حد شیت یہ کہ لست پر نہیں کی دلیل ہی نظر بند و میں رہتی شگاہ سنگریز جس کی ہوں نظر سو تو میں دینشالی کہان جھکا ہا ہی نظر اوس غم سے بادنہ شکر یہ تقریر رہ لکھا اوس سے کہ تو جتنا رہ کیجیو کہ تیر لسی اوزیر اوسکو دیکھ کر لگا کہنے فر شکوہی کہ عقل ہی اچھا کا کہ کر نہیں ہی میں تیرا	شہر میں جیت رہی تھی بجا قہر سلطان سی جی تیرا بجا سوق ان ششاسی بھی گنج گھر سینکے تیرندہ ہونہ پروہ جو مسد شدہ پھر سب کن کر سب کے بیان و سفندہ ویر یہ تجلی یہ چاک دیکھی نہیں رہ گیا چکنا چٹنہ بیکو سیر عقد و خیر کرا سی تیر لسی تو سب صغیر وں در کیر لسی صلاح کیونکہ نہ تھا اوس میں شاکشیر ہو گیا خاموشی شہا و جہان آپا تیر لسی بھی کچہ ذرا اسکی ہی تابع کوئی جن ہی بناوٹ اسکی شہا جلیل گرد و نان کو بناوٹی ہیں ہا خلق کی نگہوں میں بند رہ یہ چکت نور فشالی کہان مرو حیا اس گدا گدا ور ہو گیا اوس تو ہر سمن آ نیک بگا اسکی تجویر بار نگاہ سے نہ میر و فقیر کیا ہوا ہی تھکا ویر و فقیر شاہزادہ ہی تو فاسد گدا دیر کیچو شہا تھکا ویر و فقیر	نقص تو لی عہد کا اپنی کیا ور نہ سرتن ہی سہ ہو گا جدا اسقدر سو گئی جھکو عطا دختر شد کی لئی لایا ہو مین دیکھ کر اوس سو تو کی نہ رہ اور لگی ایک سخت کہنی جو دیکھ کر یہ بہت و نا تیر مرد غرق شدہ سو تیر میں ہوا ور نہ اسکی رنج و جنت کا مال جو کہ اول میں ہوا تھا نشین حید و جنت بیان کرنی لگا اوس زرقندہ جولی یہ کہنا سو پنی یہ کام میر لسی پر قہر سی دریا کی غوطہ مار کر ایسی وارید ویر فقیر یوں کیا ہی سنی کرو غل یہ جو خوش تر از خوش شین آپ کہہ سکو نہ سمجھ میں رہ صادق و برحق ہی قول کر کی آخر کار لغویض ویر اکیت عہدی ہی عہد کہ میں آپا شدہ خل ہوا تو جو یوں گستاخ کر گیا نام نہاد کیا کرتوں لیا لیست گر چاہی تو رہا	آپا بی موتی کی کیوں لسی ہوا ہی ہی بہ عہد کی تیری میں او طہانی بھی عاثر ہو گیا جیت نہ ساری شہر میں آپا ہو بھر حیرت میں ہوا تیر شخص خاک پر و تری میں میر و فقیر ہو گیا عبرت سی شہ کار گدا تھا مال کار کوہ سو نہ چتا کچہ کہ پڑا لی گاہ میں اخلا پہر ہوا اس مرا کوہ بیچ کن نقص عیب اسکی عیان کر آپ کہ میں ہو جی و لوق نرا لایبی و میں نہ کہ خوف و خطر لا دی ہیں اوسنی رہنا ویر لانا کیونکر ہی شہ فاق گدا پاس اسکی رہے کوئی سفل عمل یہ بناوٹ ہی مروارید میں نور تابندہ ہی مردم کی خرد ہی بیان آدمی سحر عجیب باد شدہ گدا میں ہوا رونق پیک ہی نتیجہ ہی شہر آگاہ رہ گیا اوسجا ویر اور وہ گدا بر ملا لیتا ہی شہر اویکانام ہو گا ہر نہ بد پیر تیر اس خیال خام ہی اپنی گدا
---	--	--	---

حبیبی او سیم او سیم کی گفتگو
 توئی وہ ضامن دیا تھا دیر
 کیا ہو وی عہد و پیمان اور
 عقدہ حبیبی اسکا گر کرنا یہ تھا
 عہد و پیمان کہ ضامن ہو خدا
 غیب سے در نہ پڑگی کچھ بلا
 کبر ہی فحش نصرت و اولیاء
 ستمگر یہ باتیں ہر پیش و زبیر
 مار و اسکا کرنا یا سہرا ہر ہند
 بازیانی جو پستنی مار کر
 مسخ بسمل کیلئے خفا کمر
 دور آبادی سہرا و سکہ کی پیشکر
 اپنی مرکز پر ہی ہر اک کی جمع
 طالب مرکز ہی ہر جزو بن
 آئی ہی جس ملک ہی روح
 قید تن ہی روح حبیب و ہی
 سو پر سس کس تکرری عہد کشی
 مرگ ہی جو روح میں آوصفا
 وار پل تو ہی صلیب ہی خزا
 چند کی سس کن بدن کیوں لگا کر
 لذت نہ تھا تمام اتار لے لگا
 ہر ہی کہ دار دنیا ہر نہ
 دیکھ کر یہ حالت اس کی ہوا
 او سیم کی عہد و پیمان کی
 ظالم ہی ہر کوئی پیشہ

بولا ای بد عباد خجیدہ
 جس سے قائم رہیں تو آسمان
 قول و رفتار ایمان اور
 عہد کیوں تو کیا ایوفا
 نقص اور سکا ہو سکا کیونکر
 دیکھا بد عہد کی حق سمجھو
 ہی تکبر اور کی جکا وال
 مستعد قتل و زانی فقیر
 جس میں سے جان کو پوچھی
 نیم جان و سکونیا اس
 خونین تڑپاؤہ نقیبہ
 زار و خس کی طرح ڈالا خاک
 طالب اپنی اصل میں فرغ
 اس لیے ہر اک پیر و دھن
 او سکی ہر دم او سنی نظر
 جاتی ہی شیں جناب کبریا
 سر کشی کب جاتی نفس کو
 لرزینہ میں حال وہ کجا
 پار جانا جلد ہو تو بار بار
 اوسطہ خانغ کا نظارہ
 اگلی عقیقی کے ہی کم از کم گاہ
 اگر عقیقی جسی نوئی سبیا
 خدیجہ روحی میں پر لڑ لا
 ہو سکی ہو سکی ہو سکی
 سیدہ زینب سیدی لالی

سولتانی و شاهی پاکست
 عالم و امان و آرای جهان
 عهد کرتی برین فاینا که
 کیون کیا ای شیر در آنا
 دین آینی شتر کولایا
 طرز اولمین خلد پاک
 مرد مفاسد و شاه مجتبه
 خادم و کوا حکم غصی سی
 و در این بر شکر او کی حکم
 ہو گیا خون برین مورون
 ہو گیا بسویش و دلفا
 روح بیوشی ملی و روح
 طالب عدل آرمی کی جان
 بی سبب کلاه اگر سپهر طرد
 مراغ زر و عالم نقد
 و در این بر شکر او کی حکم
 مرگ سی و در این بر شکر
 ہو گیا بر این کلاه
 سبب کلاه اگر سپهر طرد
 کسبای بی تابین
 سحر و دوزخ کافر
 عدل و حق
 باران و در این بر شکر
 نو و در این بر شکر
 عالم و امان و آرای جهان

حسنہ سیرت و دایمی خاک کو
 قادر مطلق نشہ شامستان
 جو شاہد عہدی کردار لہجہ
 دو بہ سنک بجو سو آؤند
 تو بھی پور اعد کبر ہر بند
 ہو جد ارکان اور افلاک سے
 دونوں بند ہیں خاک کی غور کر
 لو خیر اس ادب کی تم ذرا
 پوچھی سب منت لکھ کر
 ایسی کج بھی ہے یا بیان
 تیرے خونین لبان لا زار
 عالم بالا کو یا جانی ہے
 نہ ہیں جیتا کہ او سے ہیں
 ہی کشش اصل سے نہیں ہوا
 ہی نفس میں اس کی کہ تنہا
 کہی کہ ہی ہی ہی دسکاو
 شہ کو حاصل اول کا شہد
 اور اس بحر کا شہر ہی کہ
 او سے اس پہل ہی نام جان
 آگ کی او کی ہی سیرت ہی
 اور اس پہل ہی سیرت ہی
 اسکو تو دانی شہان اس کو
 اس کی ہی سیرت ہی
 ہی سیرت ہی سیرت ہی
 غیر کہ دم سیرت ہی

[illegible]

دیکھو اس پہ رنج و غما	اوسکی گردن پر دیا بکشا	اس منہ کے کچھ نہیں تھا	دشمن کا حسن لکھنا ہوا
-----------------------	------------------------	------------------------	-----------------------

بیان رنج و مصیبت جان کاہ کا بیمار ہو کر مرنا و حشر شاہ کا

الغرض بیمار ہوا دہم غم جان خاک پر پیش و بخود تھا پڑا عبرت حق لی کیا آخر طور مرغ بے مثل کی طرح پیر کا کر کرنی پائی کچھ نہ وہ ہرگز کلام حسب و نون کی ہی اس کی جو وہاں حاضر تھی خوش واقف اس میں نہ تھا کسی شک و شبہ یا تو تھی عیش و نشاط و فرح ہی بھی نیامی و ناکا حیر تو وہاں میں شاد و غم ہی باد و فتنہ کی یہ حالت ہوئے استقدار کی خلق فی آہ و غما ہر گسٹ کوئی نہ تھکے نہ کھڑ گوری چلی جو وہاں تھی نہ عالم غم و غم و آہ و غما کیا کروں میں غم کا میں کی تو کہ کی فتنہ کا زانو پر کستا میں نہ تھا کہ میرے بعد آہ و اویلا و رینا حشر کچھ نہیں میں آئی اب مجھ سے نہاں نہ کر دئی بل لعلیں	ریگ پر تھا مثل ہی کی طیار عشق میں سکین مہر و گدا عین میں دس شاہ کی الاثر بیم آخر ہو گئی وہ سیر ہو گئی بانوں ہی تو نہیں تمام روح پیش زوال و الجلال دارگر تک اک سکتی کا عالم ہو گیا تھی محبت لی نہایت شاہ کو شاد و فرح و خندگی و بغیر اس کے ہرگز دل نہ تو لگا خاک لے دونوں پر الٹی وہ تو جیتی جی ہی گویا گری ہو گیا سر پر ہونے کا ستار لوہی تھی خاک پر کوئی پر پت کر ملی کتنی سب بدن دین و دنیا ہی مطلق ہر ہوا ہو کھٹا تھا دہوان تو لی ایجان پر یہ کیا کیا تو مہیا کہ کر گیا زانو پر عمری ملت نہ ہی تھا کوڑا پل گیا ہو وقت یہ تیر فلکا تیری نہ لی نہیں و نہ رہا	بیکس لی بار و لی خوشی نہیں غلطان میں نہ دشمن کی دھما سینی میں دو گڑھی کا کین غلطان پوچھی روح اوسکی ہی نہیں گر میں شہ کی شرک یا ہوا تہا کوئی ادنیٰ شہ کی کہا وہ کہتا تھا دشمن غیر چنا گیا ہو گی گریہ غم عیش و نیا ہی بت پایا دل لگا اوس کے جوہر وال کثرت گریہ ہی خلقت کی آہ و اویلا کا ایسا غل مجا غم سے کوئی تو جیتی تھی جنسی نہ بہا وہیں ہو غم سے یہ حالت ہو اویلا آخر شہ کی کی جو بجسے پہلے پیش قدمی کر تو لی یہ کیا کیا باغ و کام باغ میں باد و خزاں کی ہوا اگر تھوڑی تھوڑی اوسکی بالین پر ہوا روٹا پڑ	سر پہ سنگ جفا سنی روح نالان پیش و المین ہو گیا اکیدم کی دم میں گستا سین پائی کچھ نہ کچھ اپنی ہو گیا ادہم کو روٹا وصال دم کی دم میں ہو گیا تاہم سرا نہی ہی کن خیر شک و فتنہ گر میں وہ جانتا تھا دشمن غیر پار سینی کے ہوا تیر الم باغ میں گاہی خزان گریہ شاد و غم پر جان کی خاک لال آہ و اویلا ہو گیا دربار گند گردان کو چپکے آگیا سبستان کر رہی باغیاں وہ طہا بخون ہوئی رخ سوخی ہو گیا نظر نہیں عالم اسیاہ نقش فتنہ کی گیا وہ دھم کی کوہ غم سر پہ ہمار دہر گئے بھگوا سو پنا آخر پنا انصرام پو غم و غم گئی کھی کلے عمر اپنی مان کر دیا اب گردان کی طرح تھی خشم تر
---	--	--	--

<p>آخر ش سب کے گناہ الیہا ہوں گرجہ ہی بہ در در و سج جان حرا پیدائش حکم و امر قاضی قضا کام آت نامہ میں کیہ خطیرا باوجود اس منزلت اور رتبہ گذر کیا کیا رنج او نہ غور کر اقربا و خویش سی اپنی بعد کافروں کی ہاتھی باہر حفا حضرت یوٹ کی تن کو شہا ہی خدائی بھائی بند ہی غیر کچھ نہیں مہارانی کا یہاں تقاضا آدمی ہی بستہ حکم قضا ہی وہ مالک ال و صندوق گرا انتا اپنی مالک لیکھا پتہ موجودات اس کی ہوا ہی وسیکا گل و سکی سب شمر اکو مالک گرسنے کوئی او سپہی ٹھیکو کچھ فابو نہو نہ ہر عین خاک و باد و آفتاب ہوئی گر مملوک تیری کوئی قبر میں نس تیرا بھوان یہ جو دنیا کی پہنچ و درد و غم مرضی سو لا اولی ای پس کرت صفرا میں قند و آب ہی ہ دانا اور دنیا و عسلیم</p>	<p>حکم غالب سب کے تقدیر کا اس کے غم و کفر و غار اندین گو کہ ہی یہ مر سب پر ناگوار انہا اور اولیائی ای شہا قبلہ کوین فہر زند علی سید مظلوم امام شہی زلیخہ ہا نایع حکم قضا مہو کی رنجیدہ ذرا سی بات بیٹی کو یقین سی کر کی جلد بندہ عاجز کی طاقت ہو کیا گروہ چاہے غم تو پشاد ہی نہ جسم ہی صندوق بہ حفظ جا لیکھا اپنی و دیعت کردگا ہی پڑنا لیکھا رخ دینا توڑی لک کوی گل یا شمر ملک میں لک تصرف کر کر جی جو ہر شہی سی بہ اندر جب بد جان ہو جو جدا مال ملک و خست و گنج و گھر ہی فقط مملوک تیرا اک عمل باغ خست ہی حسن عمل ہی شکایتی فقط اسکا علاج فعل و سکا حالی نکلت نہیں میں حقیقت میں شہرین کتہ ہر اک چیز کی وسیع و</p>	<p>غیر سب در کچھ جار اندین دقن لیکھن کچھ اپنی شہر لائیں چاہی بند ہی کو تسلیم کر کی بصیرت کچھ ہی صدا موت سے وہ ہی نہ جان زہری لکری ہوا اوکا جگر دشت کریم میں کچھ ہی اک بنی کی سر پر تہ جل گیا دم کی دم میں طعنے کر گیا کچھ چنانچہ شہر جا و نہیں ہی رضا تسلیم ہم بندو کا کوئی ثنات ہی لکھا تقدیر کا تو عبت روتا ہی ہی مچو ہی یہ جانی شکر و روزگار زک و سکی ہی علم و عمل ہی وسیکا باغ و برکات ہی سر سر فہم میں و سر کو سمی ہی مملوک تو کیور کو اپنی مرکز پر کیا سب تر ساتھ ہی تیری لایق خد خست میں ہر کاتہر سی بیقرار ہی ہی شہرین فعل و سکا کتہ حکم تلخ میں معلوم ہو باقیین خالی در حکمت نہیں حکم</p>	<p>وہ ہی ہونا جو کچھ چاہے خدا کار کی اس کچھ کو ز زمین حکم حاکم میں ہی لکھا و اختیار دم نہیں بار اور اپنی قضا عدوت و سیر میں ہم طر خوشم سید خیر اور آگی خست کے نہ ہر دم ذرا کس طرح کٹوا دیا کچھ کاسر یہ رولا احتشاند با کر دیا اگر سولا کی کری چون و چرا چاہی یرانی تو آبادی نہاں جی بد نہیں ہی دیعت بچو سر ٹکٹا ہی پڑا تھو لیدار مالک و سکا ہر دراجا ہی حماقت ہم اگر بیون چشم کسے طاقت کی او سکو کچھ اور ہی ہ تن کی اندر اندر یعنی ہی سعد کی اپنی رشتہ تو گیا سکو بہانسی چور کر ساتھ ہی ہرقت سیرانی حل آتش و رخ ہی ہی حل مستقل کچھ ہر بلا میں مزا جو کیا او وہ قند و آب توجہی سمجھا ہی خطل ہی جو کر ہی ہ جان قہ اور</p>
---	---	--	---

میں نے
 سب کے

میں نے
 سب کے

میں نے
 سب کے

نہی شہنشاہی شکر کس ہی شہر وقت بین بیدار ہو نہ جنگات مولیٰ میں بوجہ رخ و زور و سوار رونی کی اتنی ان کرت ہو شست و شو میں سقد و سوار استقد رگرگ مشک ختن غسل چیت سیر چیت کو دیا زیست میں جقد و زور لست سنی بہرندہ دندان بربر مو بازبان سے زبان مراور تیر جو آسے بر بلا پوشینے کو بی زبانو نکلیا غسل دیکر جبکہ بہنا کفن فرق و دونوں ہی کھنڈا تو اگر دونوں بھی کھنڈا چو کر اور ہر غفلت کو لہو نوسہ چھوٹا نہ نہ ایسی جبکہ بہنا یا سیر و کوشن مرد کی شہر میں برونی کنا آدنی کو وہ ہی کنا سب نظر استقد رنی کثرت سیتہ رنی لیڈ تابوت کو گریان زار چاک کپڑی و پر ہنہ پاوسر اپنی اپنی حال میں شخص تھا	دلی میں ان رخ حکم قضا کے مالک نہ صاحب کمال حال پر غلبہ تو مکان کنا فکر میں بخت اور تکفیر کے جس سی شہر مندہ ہو و زور صرف میں ایک کیا بھی حسا صندل کا فوری و زور و زور جسے دیکھا جس کو غش کر گیا موت کو دنی ہو کھو کھو چشم سی غمزہ عیان با جہد کر رہا تاز زیست کو انہی یار ہی بسیاری صبر و شہر کی چاہتی ہیں شال و زور مرد و زن پر وہ گواخذہ لیکھ کتب بہر و زور مہر ہی کھو نہ تیری بیکار تا و کھانی و شہر کی ہی ہر مردہ لیکر وہ ہی آورد و ہو گئی او سی پیر لیکھ نامہ اور لہر و زور چشم بہر و حکم و سقد ہو گیا سیر نہ ایک کاسہ سوی مرقد یا سیر ان خاک سپرہ و سیر لہر مرد و زن رخ و بلا میں	میں یوں کہ یوں لکھا ہو حال پر شخص غلبہ گیا بادل غم کینہ شہر کنا اوسکو سہلا تو جیت یار استقد جاری ہو سید چشم عو و جہر کس بخت کے لیکھ ہند و سناں کا بک جس طرح ہوئی میں گل خرم سہ سہی کو غمزہ ہی شہر نرمی میں حال اسے بک کہ زہا تھا اوسکا بہر و زور کر رہا جی سب فہمی و فہر شکوہ ہو گئی سی او گئی بخت چشم ہندی ہی نہ ہی و اگر مردہ وہ یا دق ہی جو ہو تو زمین کو جانتا ہی سہا جبکہ تو سہلا غافل نہ مرنی سی پہلی جو کوئی چشم دلی نہ کتا کوئی غیر حقہ زراہ احتیاط جو سیر ہی تو کو سہلا بادشاہ اور اقر با شہر اکی لگی شہر و زور بحریرت میں لہر و زور یہ غم نہ سید جہاں میں	اضطراب قلب سے ناپا ہوں ہی لکستہ فوق اوسکا مہر شاہ بہر آخر ہو امیر و کار کیا کہوں اوسوقت کا میں صرف تین بانی کی کاشم اک گداسی سہاں پر جہا طبلہ عطار تھی رودی زمین چشتہ کوثر میں یا کس قمر رخ لسان لالہ خشتہ نہ تھا گر جی حسن و رونق فرا میں میں زندہ تھم نہ تھا کفن سکے سکتا روح کو سیری آ توئی راہ خدا میں کو رو مردی و زندگی کو تو ای بخت زندہ وہ جو ہو غرق بحر نور شکست بد بد کو نیک نفی از تشکل مردہ میں دیار انبار زندہ جاوید سے نہ خدا ایک میں نہا مرد کا برہہ اکھون رکنا تھا اور اچھی اکھون پیرہہ پہور تھی غم میں سرور بہی جی خلق باشور و زور ہو گئی تھی گھر جہاں و زور سچ دہن شہر کو کیا حال
--	--	---	---

ہاں
بالکچھ لکھتے ہیں

جدا ابرائیل بیوس کے صورت کو خوشی کا بے نی کا لہریک مثل بید بہو نیا جب بوت او سکا قبر بیو گئی بہر سو دیر کھڑے اکی او مل یہ کہ بہر سو دیر نک گئی گرد او کی ورسا دین کر کے بد عہدی کیا او سیر مانا میں نے کہنا او سن اہل کا تو تو ہی دانا و دنیا و بے پیر ہوئے لعل یا قوت و کثر اس قدر خیرات ہی اندازہ کی صعد کہ کرد و عہد کمال قبر کے اندر کیا صندوق بند گر برسے آئینہ زویر غبار خاکین نے کو کر ٹی ہر بیان جیکہ گزی رات پور دو گری چشم گریان بادل پر دو غم گرد او کس قس کے بہر سو بجا پہر کہا شدنی نہ گزری کیا اس طرح تھا حال شاہ اجنبی دیر گزری ہی کہ وہ مرد خدا	مردہ دن و نوح لکن نہ نک بہشت نہ جنت کا لوٹتا تھا خاک پر اک لشر آئین ستوات نہ فیض لہو لعل کو کہ چکنا سا بیان دشمن کے حنفی ہی تاہ ارشاد ہی بد عہدی ہم پر دو غم جب ایسی بلا میں مبتلا بہر سو دیر کھڑے جلد آپ پیشیں و سیر ہوئی ملک کی نفس قبر کی ظلمت کا بھی قہر نہ پوچھی خاک ہی تر کڑ اور ہوتا ہی زیادہ آبر سینہ او کس بھول لاش تک غمت دفن ہو او کو جو پس کے آئی شاہ او اہل پری چو کی کالتیہ کرد با جلد ہو تیار اس چا خانقاہ جس طرح ہجر کے اندر ہو	بو کی اور کھیل سکی نظر اطلاع او میں نہ ہو گئے ہو گیا یہ قبر کے گرد ہتھام قبر او سن ہاہ سیا کی ہو کو دیر تھیکے فنا میں کہیں لیکٹ لپٹا کی نقش شہ اوس زیر و تخت دینی یا خدا مستعد تھا میں فای غمت کچھ نہیں سبائیں مگر خط قبر او کی کہی شہ فی نثار جو کہ تھا نفی میں شہ کا چونکہ صندیل اک صند تھا بدن و سکا زدل عین تھی حقیقت میں کچھ بیکار مستعد دفن میں ہو گیا دفن و سکو قبر کے اندر قبر پر جفا ظمت مرد کا سیکروں موقوف ان سیر میں کو تاکید بنا چو کہ کہیں کو غم میں نہ جا	ایک ہی کا دو سر سے نہ پھر مرد کو دن و نوح لکن نہ پس سے تاکم ہو او سکا ارشاد مغل و زلف کا دیر کھڑا غیر عہد تہ اودی ان کو ہی لفظ عہد و ہم کی نثر ظلم کر کے مجھ پازل کی بلا راہ زن میل ہو اس شخص کو عفو کر یہ جرم میرا خدا ہو گئی تھاج جن سے مالہ کیا خیرت ہو کی قبر سکا لہر ہو بر دو کو دہر خاک سی و سکو تھا کچھ بھی اسیلے زیر زمین پایا ساکن سیر ہو ادھم کی تاکشت خاک کو سو بیا و ہو گیا کر دی شدنی نہ قہر سیکروں بد عہد و شہ کی کر کے شہ بہر شہ میں داخل کرنا ہوں جانل رہم کیا خاک و خون میں احسن بے مثلاً
---	--	---	--

او ہکا ہوش میں نا اور جوش عشق سی
شیرین جانا سنا حال شہزادی مریکا اور بیان خوش غلبہ نیکا چہلی کوش
معشوق کی نکال لانا قبر پر پونچا اور رکنا او سکا بن میں جسے بھی اندر

دو گزریں جگہ پانی رگیا	آئی ادھم کو فاقہ کھڑا	سیر ہوا دیکھا او شاکر کیا	کچھ نہ آیا عہد کے نظر
------------------------	-----------------------	---------------------------	-----------------------

شهر کو دیکھنا نہ وہ دربارِ شاه پوشِ سستی میں اپنی گدا پونجا در پر شہر کی جیت گدا گر گشتی وہ اس جہاں سلی منتظر	کہ نہ در دیکھنا نہ ہر دم دربارِ گدا شہرِ غرآن کی طرح اور ٹنگ گدا دیکھ کر گشتی لگے خلقِ خدا مر گئی وہ دھڑکیو خصار	تھا وہ ان خود رفتہ و مدح و ستائش پہر او جاتیں آہ و فغان جسے تو عاشق تھا اور فقیر دی تھی تو کیلئے سیکو غار	پہر وہاں سبھی اندر خوش تر شہر کی جانب ہو جلد روا لایا نہا جسکے لیے در منیر وہ گل ترس میں سر پر ہر وہا
جس طرف جاتا تھا وہ گرد نہی سحر کی وقت وہ اپنی پہلے جسٹ دختر کی میر کا بغیر دفن کر کی تھی جیسا وہ دیر	تھی ہلک کی لہجہ ان صیدا دو پہر میں کس طرح و مر گر پر اپہوشی لائی میں پوش میں تبا یا پر مر فقیر	جسٹ بابت میں پہچان گیا او سمجھیں کیا معلوم ہو چا گدا وہ شب رات صحرانورد آخر ترس و جست جو کر گیا	لوگ سب کی ہیں فحش و خند خلق کو دیکھا وہاں لغز و زہد گر پر اپہ ترس کی خاک پر پہر او ہوا وہ مجھو روی ام
کہ میں تھی پاؤں تھلا دھل پہا تھی لہجہ و سجاں لہجہ دہا رات کو وہ جا بجا تیرا پیشہ گریبان لہجہ آہا زستان	اور چلا صحرانورد کو ہر مرد خدا غم میں تھی شکست کی نعر قبر کو اس رخ کو دہو ہوا دہو ہوا تہا تہا قبر وہ خوشی جو	او سب میں کیا معلوم ہو چا گدا وہ شب رات صحرانورد آخر ترس و جست جو کر گیا قطع جب ہم کی تہو تر	نعرہ زن ہی کون ہر مرد خدا جیسی زقار و نہیں طوطی کو رستم کا حسین ہو و گدا او سطرف کو جذب قلبی ہو
جسکہ حالت اس کی اتر ہو منہ جانیں اس کی لہجہ پہر وہی اسٹ پر پہر گدا چوبیس بیٹھا اک شجر کی ریز	بوی لفتگی رہی ہو گدا بوی شکست آہوی ہر مصل و س شجر کو چا گدا تہا اسکو پاسبان پہچان لہجہ	دیکھ کر پیدا خلقت کو جو دلی اندر تھا وہی تہو تر گذری سجاں میں سیر کام ہو کچھ چاہتا ہی کر گدا	دور سے آتی نظر اک خوشی دور تر اس کی رخنہ نہیں خوشی ظاہر میں تہا لیکن ہو صنعت حقانی کیا پیدا
کہ وہ اس کی لہجہ چو بیٹھا بیکہ کر تہا خدا کو کام کا ناگمان اس کی ہر مست تھا تہا ف شب میں چو بیٹھا	پہو چا او نہر غیب سے خواب خواب کو او نہر ہر گدا دیکھی جسکو سو تہا ہر گدا بجیر غفلت سے بلرکتی رہا	کڑی سجاں میں سیر کام ہو کچھ چاہتا ہی کر گدا غلط جواب سقدار ہو دفن خرمین جو کی	چمچ جانی میں سب سب جاگتا او نہیں نکوتی تھی ما نشل ہو تہا کیف جو کچھ جانی میں سب سب
پہلے میں ایک بیدار میں ہو خواب عاقل ہی سہا سہا راہ میں جو نہوت اسی تھا خواب میں گریہ سہا سہا	پہی ہی بیدار جو ہی بار بار برتر از بیدار ملی بل گدا لکس خواب انہا و اولیا نیز کب ہی دل کو ہوا	خواب میں سیر خواب میں سیر خواب میں سیر خواب میں سیر	بہو جی لہام غیبی کی غنیر راہ میں سبھی ہی اونکا باخبر چشم ظاہر کی گریہ سہا سہا چشم ظاہر کی گریہ سہا سہا

موم العالم
عبادہ
موم
الذوق الصالح
موم

جسم نیک نفس ہو ای سپر	روح ہی کہ رخ زمین کی	آشیانا دوسکا ہی ملکیت بن	یہ وہ قید جسم میں نذر بکین
روح تیری اصل سی و پایدار	سی عدو روح جسم نیکار	ذکر حق او سکی عذای کی	قند و حلوا جسم کی نور کی ہی
روح کو اپنی براتن کو گشتا	دوست اور دشمن کی جان بختا	جو کوی کرنا ہی تعمیر بن	اصل کا اپنی ہی بیشک سب بن
ہی ہی تن مانع وصل خدا	تو اسی کر تیغ سی لاکھی فنا	کہ یہ جرات ہو تو جہیز ہی سپر	کثرت فائدہ سی ساکس سپر
نما کہ ہو موقوف او سکی بدتر	مرکتہ سلطان ہو وی شقی	نفس کی ہی کہ شیطاں ہی سپر	عاشق جسم و عہد و جان ہی سپر
گر کری تو جسم کو اپنی نرا	اوی جب قابو میں نفس نیکار	تو کیا کرنا ہی جسم کر	رات دن سو سو طرح سپر
جہیز شہر دل سی باقی سپر	ہی ہی بیان شیر اور بن	منکشف کیا کہ ہو پیراہ خدا	شیخ اس کہنی کو تو میری زاد
پاسا تو نمودہ غافل دیکھ	پاس خمہ کی گیا ہستہ تر	چاک کر کی باتہ و او سکی فنا	ڈیر کی نذر گیا وہ نکند
پہونچا او ہم قبر معشوق	بانہر اران شادمانی خوشی	نشا الفت سی کر جو بین	لیکی و سکی قبر کو انگو شہرین
و ہم خود دیران شہر گیا	او سکا دم اندر گاندہ گیا	بعد او سکی جگہ آیا او سکو	عشق کا وہ نامہ او سکی شہرین
عشق کی مستی میں باریہ گیا	قبر سی سکھ تو اب نہ نکلا	جل ہی ہو شمع کا فوری پیرا	روشنی ہو ہی بیکند دی گشتا
دیکھ لی تو تشری دیدار بار	پیر کران تو کو مان رو گیا	عشق ہو اور سپر و نر و خیا	عشق ہو ہی ہر لمحہ جوا ہی خدا
سیر کا عشق پرچ و نون سپر	لا سکان سی لیکھی تخت کفر	دو و جب چہ ہو و کتب شوق	تو کہی ہی عشق کو کیو کر سپر
مال کہ آخر کو نمودہ خاک کا	تختہ صندوق او سنی و گیا	لاش کو او سکی اوٹھا کہ دشمن	شمع کی آگلی دیا او ہم لو سپر
دیکھ کر دس شہر چہ کی ہوا	مہو گیا سد جان سی و شہر	عشق کی ماتمیں سوچی تر	لی مال سکھ تو ہوا ان کو سپر
قی قیدی جہیز ہی ہنی کی جا	لاش کو او سکی زبان لیکھ گیا	خواب سکی وصل ہو ہو ہو	وہو شتا و سکی کہ دل خیر نہ تر
جی کو اپنی پر کردن و سپر	بدون کسی سبب فوج و سپر	شاید ایسا کوئی صاحب دہر	گارتی جگا ایک جا شہر
بند پر صندوق کا تخت کر گیا	قفس ہو کو جا کر برا کر دیا	کہ جس کے او سکی لاش کو سپر	آیا تھا جس راہ سی مرگدا
لاش جہیز گہر میں انہم دہر	ایک کیداری کروں شہر	کیون نہ ہو شہر کہ شہر	او کی او بر ہی تعین سپر
شاہ قیدی جہیز ہی کا مکان	بن کی اندر سبب محضی و سپر	بعد صد فکر و لاش و شہر	پونچا آخر او سکی نال ہی سپر
دشت و دیران الگ سپر	یہ پیر چہیزان سپر و سپر	لاش کو سہی تو مارا پیران	ایشی جو کہ سنا یا پیران
دشت و سنگی لگا و سپر	سامنی اپنی شہلا سپر	جہیز کر کی پیران سپر	ایسی کہ شہر ل سکی و سپر
آہ کیا کہ برف نقش بارہی	جس سی ہر گز ہی لاش و سپر	ہو گئی لاش و لاش و سپر	شہلا سکی و سپر
روشنی ہو ہی گسکی پیر چہیزان	دیکھتا تھا محض ہی لاش	بادل پرورد و شہر سپر	دیکھتا تھا اداس سپر
گوری ہو گیا او کو سپر	جامہ شہر میں گویا سپر	چہر کا کا کفن میں چہر نہ	ور د کتب ہی پند ہی سپر

مکمل از انجمن

کر کی دیکھی تھی کہ وہ سچا تھا کیونکہ کہانہ قدس پائی تھی نہیں کہیں کون چاہی تھی وہ تار نہیں کہیں پوچھی فادہ دہی نہیں روح پیری باغِ جنت کتنی باغِ جنت میں کیا توئی طہر واہ ای چرخِ شکر واہ وا دیکھ لیتی یہ بھی میری سچائی کہا گئی اوسکو شمعِ مہمانِ عشق جان دے گی تو بولی تھی میری دخون کی طرح ایسا جا میں نے پھر دردِ دہم کرتا سچا کیا ہیکو دہی کر دیا سلیمِ رخ دیکھ کر دہن دے گی لگا قلعہ عقل سے باہر ہوئی ہوا دیکھ یہ نہ کہہ دینا کہ نہ شک اب جس نے نہ تھی صحت نہ پایا	یوں لگا کہنی زردہ اصفہان رخ میں لگا تھا انہی رنگ بد دوسریں تک کہیں کہانہ تار بار ہو کر شیوہ باری نہیں دیکھی اس سخت جا کو کئی میں با بحرِ اہم میں غزل توئی ظاہر کیا ستم مجھ پر کیا تو میری سب تنہائی دلی آتشِ الفت سے سوانِ عشق زندگی میں یہ بھی میری شہر کہہ رہا تھا اوس پر بھی گدا میری تھی تو زندہ بھی با مجھے تو کہتا ہے کیا یہ ماجرا جو شہین آغوشِ تنہائی حق فہم ہے شہرِ جہاں ہوا سا کام صانعِ اعلیٰ ہی تھی تباہی خبر واہ وہ ہونا کاروانِ کا اوس نہیں اور	ای بے شکس نہ تھا دردِ دہم میں ہی کر کی بکلا عہد گر تجھ کو وفا کرنا نہ تھا تجھ کو گردِ نیاسی کرنا نہ تھا حال کی میری خبر ہی تھی جیتے بے حد حیف نہ تھی زیست میں باغِ ربادہ اوسکو بھی شاید نہا کو میرا قتل ظاہر توئی ہو تو نہ کیا یہ تو مگر مجھ کی غم سی تھی پارہانِ حال وہ دیتی جو اس بھی تر کیا ہو دردِ دہم دیکھ کر اوس کی یہ بھی دہم جو کہہ رہا ہے خدا دفرِ احوال پیدا یابی سے کہی تباہی کتر قدرت حق تو کئی سبب تھی واہ وہ ہونا کاروانِ کا اوس نہیں اور	کیونکہ کیا مجھ کو باہر میں سبب ایک تہ تک مجھی سوا کیا مجھ کو زندہ چھوڑ کر مرنا نہ تھا ساتھ لینا تھا بھی ای سیمبر کل نہیں تھی کسی کروٹ بعد مرئی کی ہوا مجھ کو نصیب بعد مرنے کے ملایا باری ہو گئی جو دم میں جان بجز اوس کی رو کو خدا مجھ کو جس نہا ہا ہا مجھ کو اتنا ہی عشق ہی اور یہ طرِ حریف تار جیتی ہیں باری شطرنجِ عشق ہو گیا مجھ سے رحم موجِ رخ کسبِ پختہ ہو جان میں خال قطرۂ آب منی سے یہ شہر جس سے یہ دونوں ہو چکا جس سے ان دونوں ہو چکا
---	---	---	--

آنا ایک آدمی کا آگ کو ادھم کی مسکن میں پہر اوہ کا چپ چا ناخون و خطر
اور تیر کرنا اوس شخص کا کاروانِ خیر حال خیر سی آنا سالار کاروانِ کا مع حکم اور
سکنا تیر کر کی قصہ لینا پھر بعد شفا کی ادھم کا اوس کے ساتھ نکاح کر دینا

اوس نے انہی کے اندر بھرتا بعد ان کے ملکیت سوار ہو کر کا غور تھا باہر کا کو بانی ہر	باہر ان روادہ وہ کہا قدرت حق سے ہوا اور وہ غیب سے ونگا ہوا اسکا	سب نے تاتا احوال د متصل دوسرے ملک لائی اسکا قدرت حق ناگہان	جس طرح زندگی کہتا ہے کو تھی جہاں یہ لرا اور وہ کہ تھا کہا تھا وہ لرا یہ سچا لگا
--	---	--	---

آدمی بی بسنه حکم قضا سکته بین تی و خشته بطلد ورنگس کاروان کینا سبب کار و امین سی کوتی مرو خدا اگ لینی کو دمان آیا چلا ولین به سبها که شاید پاسبان پانزهرین جو آیا بی پیمان پاس جو بر کو دمان آتا ایت اکب گوشتین بت سبب شکل صدو تین در شک فمر قافله سالار سی اپنی کسا لیکے ساه او سکو انکار و ان سنه تامل بو توقف کی و ان دیکه اوس حال کو خشته در بولا آخرو حکیم نکتہ و ان یہ بلاریف گمان سکو خبرض دیکھی پاس جا کر پیر پور مردک میں گنگر یکسر پیر بتلا سکو بین و سکو دیکر قدرت حق سر مو جاری هو خون سد جیب پواتن سر بد شرم سو اپنی کیا سر کو فرو سی کمان و تاج و تخت رنگا خان و تاج بجا یون کی جدا خاکین کیون بجا و الا پور	وہ لہی پترای اسکو چاہا اور نقد رتی او سو فی شفا یوہ ظاہر بین سبب لہی دیکھ کر بین بین و جالاگ کا تا کر ہی وہ اپنی کیر حاجت خبر کا دفتر کی آیا ہی پیمان راز اس ہی ہو گیا شاید جو گیا و سمیٹ ہو کر کھیر بیشتر ہی ہوئی ہو جو تیر کھیر خیر و جسکی نور ہو کو نظر جو یہاں کیرا تہا نا و نا سنه ہی سا کی پونجا و ان یہ کتی روشن تی آتش جہا لکینان حیرت نوہ خشت نظر رنگ میں سر کو یہ و ان سدر سرین جو جو یہ ہو رنگ و وی ہلسل و رنگ پاک پادشہ ہی اسکا و ان جیب سے اپنے نکالائیشتر جس طرح زندگی تن ہی ہو موتھین آتی وہ ماہ سیمبر پوچھا و نسی تم تبا کو کن جام لعل کو زہ لای بار کون اس جھری لای پاسی تبا ماجر کیا کر و مجس پیمان	کچھ نہیں در سبب اسکی کار زینت کا ہو سکی سبب ان زندہ کرنا او سکو جو شطرتا ولین پیر پیر کی گمان شغل جو کچی جیب ہی ہو یہ کوئی جاسوس جو پاسی سنه ہی دس شخص کی و ان اندر اوس گھر کو آیا وہ جو آتش و سکی ساکتی شعلہ دیکھ کر حال و خافت ہو تہا قضا سر کار و امین گنا تھی جہان و تنق فرا و ان جا کی لکھانی تحقیق ہو آئینہ سان شکل جیسو نظر ہی جو خسر و ان او کی اسم کو تی ہو و دیکانہ جشم ہی او کو آتش ہو آدمی پیر ملک ہو جو کر کے نام حق سوا دل بتا تھی جو کیر سامان او کو و دنون انگو کو کیا او جو میں کمان و پیر کی خانہ زینت پیرا پناہا کسلے حکیم پناہی کفن سکے تاج و روضہ و ان	ہی بیس لعلیت سو اپنی کو کر غیر سبب سبب ظاہر ہو او سکا یا سباب ظاہر کر دیا خانہ و ریش ہی شاید جہا رنگ دہم کا ہو و پشیم کیرا پترای بیبا پناہا او پشیم او ہم غار کی اندھا دیکھا کیا ہی گھر ہی تہا سا و ہم جو دہی ہی وہ غار قافل میں اپنی وہ پیر گیا حقوق و دانا و مویشا کسب پونجی یہ دو نو دمان خند جس طرح کہتا تہا و و و ہو گئی حیران و و و و یہ طراوت یہ لطافت یہ تیرگی فی و فقی احمد روشنی میں دیکھی خرم کانتی میں پیر پیر نیشتر کی رگ فیض و وہ قضا فی جمع ساری کو ہو گیا ناھر موان کا سامنا گر سو بجا کون لای ہی پیمان مخل صوبیا کافر شل و سکا کیون پیر پیر پیر یون کی کشتی کا با و دہم
--	---	---	--

<p> علم ہو کچھ نہیں اس بات کا راہ گم کر کے ہمارا کاروان تنگ و اس حالت کی اندر بہتے جاری سکتہ جان کر ہم میں کچھ جانتی سکی سوا نام کیا ہے کون ہی تیرا پر جسے ادھم تو ان کی گفتگو ملکیت شب میں اب بکرا لیکر و نون شخص میں دیکر مومن صادق کی پیشانی کا نور دیکھنے کو چشم بنیا جائے گریہ و تاشوق وصل سیم بطریق سنت خیر الہ نام نقش کو او کی جولایا ہو یہاں یوں کہا و نون و امیر خدا ہی یہ کس گلزار کا سرور چاہی کہ نابیان حوال کہ حال شہ اور ظلم پیدا دور قبرین سی لانا و سکی لاش شکوہ چیراں شمشاد گز عشق کی صنعت کی یہی پیار تہی ساری عشق صنعت کر عشق کہ اندری قوت بشار عشق تو ادھم کی یہ تاثیر گزری جو جو و سپر تکلیف در </p>	<p> ہی تری حوال کا عالم خدا دردت حقسی ہو دار دہا او سنی جا کر قافلہ میں ہی خبر ہاتھ میں تیری لگایا پشت کون تو ہی ورنہ ہی کیا جا کونسی ہی شہر میں کجا گھر خدایہ نکلا برای جستجو او کی باتوں کو وہاں شہر پاسان قبر جو بندہ نہیں کس چہا رہتا ہے پیش شہر دل مصفا گوشہ دل آج روح ہو جاتی بدنہن سیر جا کے ادھم تو کیا او کو ہی یہ اس خیر عاشق بچا کہ بیان ہی یہ کیا ہی ماجرا رونما جسکی ہی بستان جہاں تاشوقی دل بیتاب ہو ہو تو نکالنا و ردہ دار گیر دوسرے ہنایا میں مبتلا کہلی لبس لدا کبر کتے عشق کا ہر دم جیہ کارزار دختر شہ پر جو کچھ طاری ہو عشق پر آسان ہو کارزار وہ بریر و وسیع عشق ہو شکوہ دختر ہو کئی رشتہ </p>	<p> ہی ابھی ابھا ہوا اپنا گز دیکر آتش کو روشن در شکوہ یا حوال ہم ابھی تہی مقدس لیکہ تیری یوں کہ بیان ہی ہو جو حال کا کہ بیان کس گلت نکلا گز پاس کر تاسے اونکا کلام غور سنی کہا تو وہ آئینہ ہی سعادت و نکی سہا نور ایمان ہی وہ تابندگی او سنی ہی پیکر کو زندہ دیکر جب کہتے ادھم تو دیکھا جا عقل سہیجا او سون بچہ راز کا پھر و سکون حرم جانکر کون تو اور کون ہی پیدا یہ زمین پر اختر تابندہ ہے عشق کا اول سی سارا جا او سکا خزاں اور رکنا قیر ہو جو اپنی تمامی و نشان عشق کی صنعت حیرت عشق کی تاشوق حد ہی تو نشانہ روی پر جو کز را باجر شکوہ یا حوال جانکا فقیر دیکر حوال ادھم کا تہا دیکر ادھم کو یوں پیر و </p>	<p> کچھ نہیں اس حال کی ہو خبر آیا اک مرد آگ سینے کی سی حاضری سی تنگ و یا انیم جان فصد کا حق ہی بہا کر دیا گزری کیا کیا سچ بخت اور بلا پانی کس بوسہ نہیں گز مطلع ہو حال منہ پر تمام با فصاحت کر ہی ہو گفتگو نور ایمان ہی وہ روشن شمع جان ماہ و نور کو جس سی ہو شہر ہو گیا فرحت سی ادھم خبر پاس و نکی شادمانی سی کہا اس سکا نکا ہی ہی بیشک گز ہو جی اس حوال غمی کی خبر کس طرح لایا ہی اسکو قہر جب کا ہر اک ماہ سیابندہ ہی من عن ادھم نے ظاہر کر کہینا رنج و اذیت حیرت تہا جو کچھ گزرا کیا بالکل بیان و نون کو سکتے کی حالت ہو لکھنے اور پڑھنے کی حالت ہو جذب قلبی سی یہ سب وہم کر رگبتی حیرت میں وہ بد بخت چشم غمی ہوئی وہ شکوہ آیا و لین و س پریر و خوا </p>
--	---	---	---

سیری خاطر اسنی سیرج و بلا
بعد مرنگی بھی یہ شفته حال
گرنو ناخجہ بہ عاشق یہ جوان
شعی اس ویش کی تاثیر
طالب نیا نواپ نہ تیار
لذت دنیا کی روک در گزر
نصیحتی جی تو آب کو فروا بنا
پھر کہا تاجری اسی نیکو خصال
کی دوبارہ نہ حق فی عطا
گو کہ خاطر بے قضا سلی می فنا
اب کہ تو تم دکا اپنی مدعا
کار و انجمن کیجے بخت دم
ذست نہ ہو کی ادیم نہ کہا
تیری اصد سے ہوئی یہ تم
جنگ میر سبکا دم سیرج
ذست جنگ میر سیرج
دی اجازت کر تمہیں نہ شک
میں سلف صورت مثال چون
ہی مری ماوتی اس میں فنا
کہ ہو برو انکو طاقت نہ تیار
ہاں اگر ہو لطف او سکا
اپنی حسرت خدا نے بر بلا
تھی مقدر گو کہ تیری نہ
گو کہ درویش کر نہ تجو
سیرج کا کہ شرم ہو و ماہر

لیکے سر پر کر دیا جبکہ خدا
 لائیں سیر قبر میں یا نکال
 قبر میں کی گداز پیر لائیں
 مردہ زندہ ہو گیا بدست
 داسی کو بوی فقیری خیتا
 یاد ختمین باندہ جستگار
 خاکیں اجس سم خاکی کو ملا
 ہو گیا معلوم تو نکاح حال
 ہی بڑا یہ لطف و انعام
 اسکی بچے کا سبب ہو گیا
 دونوں شخصوں کو ہی منظور کیا
 دونوں کی خدمت کی گئی دینی
 اسی شہ مہمان نواز و با سخا
 پھر دوبارہ زندہ اسی فخر مر
 میں تمہارا ہون غلام سید
 وصل ہو اسکی سوچن بہر
 عقد کرد و میر اس با نص
 مثل میت فی یاد انصار ہو
 بیکان پیش میں دیو کا
 پیش شمع رو سیاہی نگہ
 خاک تیرہ کو کسی بدست
 کی دوبارہ زندگی سچا عطا
 پر سیاہا پیشہ طہید
 ہوتی زندہ کس طرح دنیا گز
 بولی تاجہر سے کہ افس خندہ خو

کهنه که گریه کیا از بیت او پیا
 اسکی بامست پیر خدای جی
 ترک کی نم اکر دم من لوی پوتی
 زیست دنیا کی منی غل اغیل
 در پیشک زندگی مستغای
 دم جو باقی پین یون انگو
 مرا سی روشی سوی اینا نکاح
 گذری تخم و نون جو جو کلا
 گزونی زنده یہ شکست پیر
 فی تحقیق لیک اسکی سید
 شام کو جاتا ہی پنا کاروان
 در نه بود چلای و مان در نظر
 بهوا گم بر سوی تن ایزبان
 تنه جو احسان پیر کیا
 دلسی پیر اپنی تمنایه منجی
 دیون دم بر بایس اسکی جل
 در نه جو فرانی یہ جان جهان
 میری خواہش کم ہر اسکی جان
 رو بر نور شید با نکی کمان
 میں کمان در پرتنا وصال
 پوچھا پرتاجر فی البیان جان
 لیت درویش ہر شرط و
 تجھ پر سو جان مستون
 لایا کچھ تو ہی اس شرط و
 تیری کہی سو نہیں بجک و

محنت و تکلیف و رنج لاوار
 ریشہ کا تیری سبب اس کی دہشت
 جسم ہوتا طعمہ مورد مار کا
 اس چمکی بخش پتو خاکشال
 کرستے سحر صرف یاد کر دھار
 سیکھہ اس بر دلش ہی رات
 دہ نو عالم میں ہوتا جگنو فلاح
 ہو گیا دریافت بہکوا
 زندگی تیری ہی بہر شمع رخی
 زیست کا سامان شیرینی ہوتے
 اگر تمہیں منظور ہو چنا و مان
 جو ارادہ ہو تین آگاہ کہ
 تو ہی تیری لطف کا کب ہو یا
 دی خدا اس فعل کی تکوین
 عقد شرعی مجھ سے یہ گلور
 میں غلامی میں کروں جبکہ
 بیجا لانی میں حاضر ہو جان
 کم ہوا ہونین سی کی ہر آن
 ذرہ بوجہ ان کو ہی تپا تو ان
 ہی خیال خام سودا کا
 دختر زیندہ شاہ زمان
 عشق میں جو چاہی لایا جا
 عاشق گشتہ ہر مجھ کو
 بھر میں سکون دیوانہ بنا
 کہ تی پیوں میں دشمن ہو

د. محمد باقر بن محمد باقر

مهر را در سگی می پی کرم کو سیری بدل لای بجا تم بود و تو عقد کسیری گوا تیر می رسد به سحر و کیمیا او نسوخته و زنده جان هنگام اتنی بین رنگام سحر صحن او سگی و جگر اسی خفا هی بی گلزار دباغ و بوستان دشت می میراند سحر و دشت خداق با پی نگار اید و سحر دلف او سکا عاشق سحر	میری گشت سحر و کیمیا بو کیمین شو فرق او سحر تا نهون غوز بین پیش گوا تیر گشتا نهون سحر حسین مرد تا جرا در حکم سحر را پی مقصد سحر و کیمیا شکست و سحر و کیمیا جلو فرمان سحر و کیمیا جلوه فرمان سحر و کیمیا جس می سنگت فرسوده	جان دل سحر و کیمیا عقد بین کندی سحر و کیمیا دست سحر و کیمیا اسطرح و دوزخ سحر و کیمیا کار و این سحر و کیمیا کوب گشت کار سحر و کیمیا هنگام او سحر و کیمیا هی بی گشت سحر و کیمیا جگر سحر و کیمیا سحر و کیمیا	میونه سحر و کیمیا جگر سحر و کیمیا جان دل سحر و کیمیا هنگام او سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا
--	--	--	---

دست ملک بهنا چنگل بین ادبم او
او سحر و کیمیا سحر و کیمیا

مهر را در سگی می پی کرم کو سیری بدل لای بجا تم بود و تو عقد کسیری گوا تیر می رسد به سحر و کیمیا او نسوخته و زنده جان هنگام اتنی بین رنگام سحر صحن او سگی و جگر اسی خفا هی بی گلزار دباغ و بوستان دشت می میراند سحر و دشت خداق با پی نگار اید و سحر دلف او سکا عاشق سحر	میری گشت سحر و کیمیا بو کیمین شو فرق او سحر تا نهون غوز بین پیش گوا تیر گشتا نهون سحر حسین مرد تا جرا در حکم سحر را پی مقصد سحر و کیمیا شکست و سحر و کیمیا جلو فرمان سحر و کیمیا جلوه فرمان سحر و کیمیا جس می سنگت فرسوده	جان دل سحر و کیمیا عقد بین کندی سحر و کیمیا دست سحر و کیمیا اسطرح و دوزخ سحر و کیمیا کار و این سحر و کیمیا کوب گشت کار سحر و کیمیا هنگام او سحر و کیمیا هی بی گشت سحر و کیمیا جگر سحر و کیمیا سحر و کیمیا	میونه سحر و کیمیا جگر سحر و کیمیا جان دل سحر و کیمیا هنگام او سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا سحر و کیمیا
--	--	--	---

مهر را در سگی می پی
کرم کو سیری بدل لای بجا
تم بود و تو عقد کسیری گوا
تیر می رسد به سحر و کیمیا
او نسوخته و زنده جان
هنگام اتنی بین رنگام سحر
صحن او سگی و جگر اسی خفا
هی بی گلزار دباغ و بوستان
دشت می میراند سحر و دشت
خداق با پی نگار اید و سحر
دلف او سکا عاشق سحر

نومینی جیب ہوی و ہنر
زنگ رفتان بسان غول
ہو گیا دشت میان غزل
مرد کامل کو جو تو سمجھے حقیر
غیب آتا ہر رزق او کو سدا
پیشک او تھی ہرین فرشتہ خوا
حق تعالیٰ جسکا ہر وقت گنا

قدرت حق ہی ہوا پیدائش
نہی سعادۂ کمال پر ہوا
تہا نمایان قدرت حق کا کھوا
ہی نظر بند یلیم و خیر
حاجتیں گناہی او کی حق روا
او کو مستغنا ہی حق اب
حشمت دنیا سے کیا ہو سکا

شکل اور صورتیں ہر نہر
نہی خدا او میں نہال سحر
مغلیہ میں تہا وہ شاہ و چہا
ہی وہ شاہ و چہا و چہا
گرستہ سودن گمراہان حق
حکم میں وہی ہرین سیکھ
اسلیب کتا ہوں نہیں کفالت

سیرت و سنی میں غم و غم
جان دلسود و نون در او
فقرت میں ہی تھی غنائی کی
تو ہی سمجھا ہر مفلس اسلیب
غیب کاتی ہرین کامی طوق
چوب و باد و آب خاک و گل
تاکہ او اس سگناید غم کو عقل

سیرت و سنی میں غم و غم
جان دلسود و نون در او
فقرت میں ہی تھی غنائی کی
تو ہی سمجھا ہر مفلس اسلیب
غیب کاتی ہرین کامی طوق
چوب و باد و آب خاک و گل
تاکہ او اس سگناید غم کو عقل

حکایت ایک دلکش کے

پیر بہن مثل گل سوچا چاک
تہا وہ مرد آئینہ کتے نما
فقرت میں جسکو کتا ہی نہی
جان دل سے کام میں نہی
تہا مثال گوی در دست قضا
شوق کو لسی کچھ ذوق
فصل کو دنیا کی فصل غیب
شہر جی کو سمجھا سہ ہنر
تو جی سمجھا ہی بنیاد ہے
تند تو سمجھا ہی جسکو ہی ہر
یعنی ہر شے کی حقیقت جو کہ
نیک ہم سمجھیں در بد کو
اور ہی کہ او سکو اتاری نظر
پیشک تھی ہرین جس اگر
حرص او سکو کردی شاکور
گہ ہی لیا ہی او سکا و لیا
دست دلی نام نہ ہر دعا

جسم گرد و آلودہ دل در دنا
خاک سی کیچ اور پاتا تھا
فقرت میں رسا کا جی
ماسوی اللہ نہ تھی رشتہ
تابع تسلیم ہو گا نہ صفا
منقطع ہر طرف تہا لاکلام
وصل و سکا فصل ہو کر
ہی ویران سکا سرسبز
تو امین کتا ہی جسکو ہی ہر
رحم تو کتا ہی جسکو ہی ہر
ہم پہ واضح کردی آد
ہم پر رشتہ کو لدی ہر
کو رو کر ہو جاتی ہرین
تو ہوا فی حکم میں ہرین
نقشب کیونکر لگا و گہر
آپ و غن میں ہی کتا ہی

چادر و شر وال کی پیوند کو
یا کہ تہا لاسرگن غیب
فقرت میں کتا ہر ہرین
کچھ کتا ہی کی نہ تھی خیر
عشق باطن کی جوتا جو خیر
انفصال خلق ہی پیوند
منقلب ہو ہی سلا یہ ہر
ہو جان جمعیت خاطر
تو ہی سمجھا ہر خوار و بلند
اسلیب فراتی میں خیر ہنر
تاکہ ہم سمجھیں یہ تریاق ہی
آدمی جو وقت نہ ہو گنا
زور شہوت کا ہو جی
طبع کر او سکو کردی دلا
سین او گہر گہر
اگر ہی معنی کی فاقہ ہی

عارف کامل دلی شوریدہ حال
جو کوئی دیکھ ل او کتا تھا
نور لیتا خاک سلا یہ
سب سواد کو جی اللہ ہرین
تہا نہ جلب نفع دنی و دین
کچھ نہ ہی فکر طعام و خور
انفصال خلق ہی در غیب
شہر و لہ ہی ویران ہی
شہر ہی صحرانہ ہی ہر
ہی وہ شاہ کامران صفا
دی حقیقت کی ہرین خیر
اور یہ مار گزندہ حق ہے
او اس ہو جاتی ہی کتا
مادہ خرگودہ سمجھیں
تو کری فراق کیونکر
تو کہہ بر کیونکر ہی کتا
کتنے نہیں کی کیونکر
تو کہہ ہرین خیر

عارف کامل دلی شوریدہ حال
جو کوئی دیکھ ل او کتا تھا
نور لیتا خاک سلا یہ
سب سواد کو جی اللہ ہرین
تہا نہ جلب نفع دنی و دین
کچھ نہ ہی فکر طعام و خور
انفصال خلق ہی در غیب
شہر و لہ ہی ویران ہی
شہر ہی صحرانہ ہی ہر
ہی وہ شاہ کامران صفا
دی حقیقت کی ہرین خیر
اور یہ مار گزندہ حق ہے
او اس ہو جاتی ہی کتا
مادہ خرگودہ سمجھیں
تو کری فراق کیونکر
تو کہہ بر کیونکر ہی کتا
کتنے نہیں کی کیونکر
تو کہہ ہرین خیر

عارف کامل دلی شوریدہ حال
جو کوئی دیکھ ل او کتا تھا
نور لیتا خاک سلا یہ
سب سواد کو جی اللہ ہرین
تہا نہ جلب نفع دنی و دین
کچھ نہ ہی فکر طعام و خور
انفصال خلق ہی در غیب
شہر و لہ ہی ویران ہی
شہر ہی صحرانہ ہی ہر
ہی وہ شاہ کامران صفا
دی حقیقت کی ہرین خیر
اور یہ مار گزندہ حق ہے
او اس ہو جاتی ہی کتا
مادہ خرگودہ سمجھیں
تو کری فراق کیونکر
تو کہہ بر کیونکر ہی کتا
کتنے نہیں کی کیونکر
تو کہہ ہرین خیر

مشاجات پنہاں

و دهن تنهای فوج بیک
چشم ظاهرین سبب لکری عصا
اوسکا دل آینه شفاف تنها
محرم راز جناب کس با
راز سے باطن کو جو فتنہ
نقد پھر کچھ مشت میں اپنی
جان کر مفلس بنے اور بنوا
مال و زر پر جان دسی ہو
دیکھنی گر کچھ غیبی کی بہا
ذلت اونکی عین غنت غنہ
متصل میر سوسے مر و
اور مینی کی اپنی سیلی سی و
مفلسے میں مفلسو نکر ہی فنا
او میں ان درجیکہ اور ہو
ملک غیبی کی دیکنی رن و بر
لعل الماس زر و سیم و زر
جان قالب میں قالب ہو
بہرین سکو نمایان رو
عقل سے باہر جو کچھ کہہ
دیکنی و سواد میں تلکی کی ہمار
عرض و طول و سکا بلا شک و گمان
سہم و زور کچھ شش سے اوسکی بنا
پہ میں اوسکی زعفر و کاسکا
سیرت میں اوسکی کس کے ہر ان
اوسکی اندر تحت زرین ہر جا

اوسکی فتنی سبب لکری عصا
تھی حقیقت میں گرندہ اڈو
معدن نور سے چمکے دنیا
راز مخفی کو نہیں کہہ پڑا
کور و کر اور گستا کہ گیا
با ادب لیکر گیا پیش فقر
ہو دل و سکا بار غم و سرور
اپنی غفلت سے نہیں سنا
تجربے ان و سپر معنی فقر
سیکے اونکی کسے فقر
منکشف تاخیر پر رانگی ہو
سخت کمنہ پارہ پارہ چا
بکے میں بکس و کو جو
یہ صرف مرد حق کا کچھ ہو
بحر حیرت میں اکابر غرق
تھی حرف سبب ہی اپنی
تھی خودی کی جو دی سبب
و مطلق ہو گئی کو مینی
منکشف و وسیع دم ز
جس سبب میں زبیر سبب
مثل طول و عرض سبب
تبعیہ حسین جو اسیر ہو
گر و سبکی سیرت آب و ہوا
اسطافت سے کہ کیا ہو گیا
مسند و سیر و نہایت

اپنی فرعون سی سبب لکری عصا
اس دین ہوا حبیبہ انور
جاننا ہمارا زنا گفہ کو گو
با وجود علم و آگاہی ہمار
حال غیبی جو کہ کتی عین
دلیران و سبب ویش آگاہ
راز مخفی کی نہیں کو
نیم ذرہ دشت ملک غیب کا
مسکت اونکی ہو فقر سلطنت
کس کے اعلیٰ خضرہ زندگ
آیا جنب دیک و سکی وہ ہوا
دی و رہا اوس حالیہ کو
خاکسار میں ہو سیر و آہ
اور ہی عالم او تلکی یا نظر
ذری زمین ہو وہ تابندہ
اسمان تا زمین حرق ہو
جسم و سکا تھا جو تاک و
لغزش و کینہ لذت فقر ہو
گذر جو جو و سبب ان باجر
بہر نظر آیا وہ بارغ و کشا
لعل یا توشت ہر دیک شجر
سنگ نری کی جگہ و زمین
نہر شیر و غم و ہوا
فرش ہوا سبب میں لوتکا
اوسپہ بیٹا ہی ہر گدا

جسے سبب ہو گیا زار و کثیف
خطری برداشت ہو اوسکی فقر
لکنت و افقت بنایا کس
انکوری کتی میں مخفی بالہ و ام
وہ نہیں کو جا سکتے تیرا لکنا
سبب لغت اس حق انکو ہی کمال
مثلا و سبب سبب زرا و سبب
اوسکی ہی دنیا و مافیہا ہوا
فقر و نکاہی خارج مملکت
مہربانی سو کہ اسے تیرا کوا
اس کی اپنی پھر سبب اسکا
رہز و روشی سے تا آگاہ ہو
خوار مینی میں کمالی ہو
ماہ و خور کو جس سے ہو خیرہ
ماہ و خور کو جس سے ہو خیرہ
در بیت حق کا نمایان چو
ہو گیا مانند جان ک لطیف
روح خاطر سے نکایا جگہ
ہی وہ تقریر بیان کھی
دیکر حساب و شہد ہو گیا
روشنی سے سبب ہو خیرہ
ایسی ہی بان جسے ہو خیرہ
جسکے خوشبو معطر ہو گیا
طب کی و ان مہیا تھی غذا
جسکو یہ سبب تھا و لیں غنہ

عز استرق و ابرو بین سر بر او کی تها که کس ج دیگر به ده جوان خوش را اوس چوب ویش نو هسنگ نگه ستی او کی بی عین غنا بوج عین بی فضا به کو مزا رنا باطن می جو تو به بیخ تا که به سو قوت تیر اشتباه بهر اس کی کو کون بر سر جست به پوتی بی فضا به کنج غنی سبک فضا می اوس غنی سبک فضا می جو گیتی فضا به بر غیب عالم حیرت بین کتا تها که دیگر در ویش کار از دنیا مال و حشمت چور گر از هوا دیگر اس سبک فضا کونا ای حسرت سبک فضا کی جست به پوتی بی فضا به صورت سبک فضا به بر صفات انبیا و مرسلین استی ویش فضا به اولیا سبک فضا به دین حد او سبک فضا به شن در او سبک فضا به	برین دنیا تها که دیگه رد نما جیسا بنو نیا کا خراج رو بر او سبکی کتا جاکر غور دین کر در امر خدا فقر بین کستی به چاه دوسر او کی لذت کو اگر تو جانتا اسیلی بی محمل کو سیم اور حال به چو کچر اشتباه نفس مار کی تو جانی سبکی او تنی آجانی به بند بگو نظر بهی شاه دو جهان دوسر الی و مار او سبکی بی فضا بند کسیر سبکی الوار غیب تھا که غنیمت در کمان با چلا رنگها خاشاک سبک دیگه و ده جوان بی طاعت خدا خدمت در ویش حق کتب بهشت سبکی کو تو چنا بو گیا و ده و نیا و نیا بچندین عاشق رب حلیل نار سبکی محکم سبک دین ضمیم تها اوس طفل کو باغ هین مثال انبیا و سلفین چرخ عظمت سبک به بند تا که به پوتی بی فضا به	جسکه فضا به خراج حور و غلمان سبک دین باد سبکی کیا جیسا عیش کو اندر گداسی یا میر خاک و کی تها بین سبکی دینا ان تها کو نیا کو طلاق گر چه به سبک قابل فضا تها رمز و روشنی سبکی کو گاه هین سبک فضا به اور سبکی اسرار پوتی تها توا سبکی سبک فضا به رنگها اوس جافق فضا به و ده محفل تها به باغ خواب بین تها که به بند دل سبکی سبک فضا به دیکی سبک فضا به صحت کامل سبکی بکسر سبک فضا به اولیا کی روح کور ذلیل روح پیدایش بین بر اجم اولیا بین انبیا که به مقدم سبک فضا به هین لایسبکی سبک فضا به اولیا که سبک فضا به	رد نما جیسا کی براج دست سبکی بین کتا بطل سبکی سنت خیر الامم اهل دنیا بین مزین یا غیر سبک فضا به به تار کتا سیم و زر کا تها لیک بین او سبک فضا به چو کر سبک فضا به عقل فضا به چو سبک فضا به هی سبک فضا به دوسر فضا به و ده تها و نه الوار مکان سبک فضا به به گیتی او سبک فضا به کار دنیا سبکی به جسم سبکی جور مای حال او سبک فضا به نام ابرار سبکی کر تها بی پیدا خدای عزوجل پیر و روح خلیل اسبکی فضا به خسرت سبکی جانتا سبکی تا که سبکی
--	--	--	---

عز استرق و ابرو بین

<p>تو در هوا فراط اور لفظی بین کی مٹی نزدیک قرب حق جسکو ہوا ہی قرب کی مٹی بین بی حد اوس لایت کا بیان کہتا ہو ہی محیط اول عدم ہر چیز کو جب مسمی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی اگنی رتبہ میں حیوانات رتبہ انسانی میں جب داخل ہو کیونکہ گشتا ہی اوسکی شان اوسکی اندر یعنی وہ کہو مین بین صفات آدمی سب گو نہ پر تو انکا لیک ہے فنا گر کری یہ کفر و شرک سرکش بدرگی ہی اگر کری نکار صفا جو کری سب از مٹنی کو جزا عقل و حفظ و لطف و درون فہم عقل ہی نہیں تاکہ سمجھت کہ ذہن کی تیزی ہی سمجھی غیب قوت تحصیل ہی سوا صرف لونی محمل انکو کیا</p>	<p>تازہ و نو نسجی جالی بین دیگر نو علم لغت بین اتصال حق ہی مٹھو حضرت کر سکتی ہی کہیں سکھو بیان معنی لایت عامہ کا کہ لائق ہو جب خدائی جاہ وہ موجود حکم حاکم ہی جلی سوسو جو اور کسی مریدین نہایت گو نہ قربت ہر آدمی کا دیگر کہیں کہو لکھ قرآن میں اور اس نعمت سے محروم قدر اسکی جو صلی کی ہی اسکی اندر ہی خدا از رکھتا ہی اوسکا جمل فطرت اپنی سوا کہے ہو خدا کیونکہ وہ موزن و قوت تحصیل و استعداد اور کری دریافت اسکی فہم ہی دریافت ہونے لگا تاکہ لوفا خیل و لون خیل دیکھتی تاثیر ہوا انجام کیا بیان ولایت خاصہ و ایتاز و قابلیت ہو گیا ممتاز ہر انسان</p>	<p>حد اوسطی ہو تو ایک بین ہی مٹی لغت کی شریک ہی اس میں لیکن اول ہی کہ لایت عامہ بیان معنی لایت عامہ کا کہ لائق ہو کہہ دے لیک پھر کف حکم اگر پونہا کہ حیوانی میں ہر ہوا اوسپر جو لطف آدمی کو نسبت کا وہ شجر جو کہ ہیں صفات ذات ذاتی ہیں ساری صفات و انکی کی اسکو کہ نسبت علم جو ہی و سکوا ہی ظلم کیا ہی صرف شے کا ہی لایت معنی ہر فرد شکار و شکار ہی حتی تو اگر ان سبکو کو دی حفظ ستا حافظ قرآن ہو فکر ہی کہ کیوں پیدا قوت تذکرہ و عظمت اب کہ وہ لایت کا بیان طبقہ انسان میں داخل تخم کی قوت میں ہیں قرب حق فی الجملہ حاصل بیان اوس بیان کا جو خدا</p>	<p>راہ بہتر ہی مرد کو مشہور در اصطلاح صوفیان زہد و عجز و صبر و شکر و ہی وہ ہر فرد بشر میں معنی کو اوسکی عیان نہ ہو کہتی ہی نفس ثانی میں تب قدم اوس چیز الکی نقل انسانی میں اخل بیگانہ، قرب حق ہی آدمی کو اوسکی حصہ ہر صفت کا اوس میں وہ حاضی الکی کو ہو ہی ہی وہ حاکم ساری جمل کیا ہی قول شیطانی ہر شے ہی راز ہر اک گو نہ در نہایت ہی کیونکہ ہو تیرا جنم نطق ہی سوزن انسان ہی عرض ایسا دہو بند ذکر قلبی تار ہی جاری کہوں تو ہی لبر و گشت ساری موجودات بیگانہ وہ در شہنشاہ حلقہ راہان عین علی سنی راہان کا جو</p>
--	---	---	--

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

عبداللہ

<p>جان ایمان یقین دل گر گر یقین دین نہیں کس کام کا نہی ایمان او کی کب کر تاح یہ مسلمان ہی کی کس مہم خیال وہ یقین صدق و ایمان و بہشت کی رنگ جس عقل ہو تو بھی ایمان ہو انتفاع ہوں نہ جب تک و نہی میں نہ تامل نہ بیٹی کو کوری دین کہاں در نور ایمانی کہاں گرگ و روبہ و پنگت شیر نور ایمان قلب میں حاصل ہو آخر تہیں ہو شرک یا شرین بر خلاف امر حق ہوئی نہ کلام نور او سکا ہی سرتی برسد اصل سے ایمان کچھ نہ خبر ایک اس قائل ہوتا ہو کہ ہو گیا تو کر کدی حسی عمل او کی بہرہ اور پیشین بیان</p>	<p>جسم ایمان فقط قول بشر لا کہ توئی منہ سے کلمہ پڑا قول لفظی ہوتا کر کچھ کام کا ہی یہی ایمان تیرے ہی کا بل وہ مسلمان و ایمان و رہے وہ یقین حاصل تھا ابرار ہم کو غیر حق سے جب تک انتفاع مال ملک یا فرزند و پدر حکم اگر فرضاً پتہ نہ ہو تو کہاں ایمان مسلمان کہاں ہیں خوردہ او کی جلد جان تو وہ بندہ مومن کامل ہوا غیر جانے کو جو بھی کار و دین اگ میں جاننا کری نہ تیار ہی یہ ایمان عت فر خدا اچھو سمجھا ہی سن بہر شہر نور ایمان ہی ہو کہ دل سخی</p>	<p>قلب کے تصدیق میں کمان کام کہ کیا تابی وہ ایمان کہ وہ قبول اللہ کی اگ نہیں ایک معنی کا نہیں جہیں اثر ہی مسلمان و وہ ایمان خدا آتش سوزان ہی جس کو ستا کب وہ ایمان تیرا معتبر قلب میں تیرے نہیں ایمان خس سے کہ ایک شے کو سمجھو تو نہ کی قربانی نہ نو باندہ ہی کہ گوشت کہانی سے نہیں ہوتا اس طرح جب کسی کو دشمن اوسکے غیر اللہ پر کب ہو نظر دسی تو ہو تابع حکم خدا جر ہوئی اسلام کی تیری را وہ حقیقت میں ایمان ہی نہ ہو پلے تو مومن ہو کہ نہ شو</p>	<p>رکن ہی ایمان کا اور زبان گر یقین دین سر اس نہیں قول کا جب نہ دین نہیں پڑتا ہی سنت باندہ جو کہ ایمان ہی خدا کا کام ہی یقین وہ چیز ابرو غیر حق پر گری ہی تیری نظر پڑے یہ قربانی ہی تقدیر نہی حکم ایسا کہ زبرد دین بیٹی کا جو مشکل جان کر یہ نہ تہیں تو مومن اولی عظمت حق جب خیر و سیر جست اگر ایسا ہو ایمان نہیں ہی یہی ایمان کا دل کی پتا جب یقین دل ہو اس طرح جس کو اس نہ کا ایمان ہی نہیں ہی لاییت اور صلاحیت تو</p>	<p>لا ان قمر چھٹی منزل ہی ولایت چھٹی منزل ہی ولایت سب کے برابر جان دل سے ہو قد مصطفیٰ چاہی خلوت نہ کر تو وطن خدا شایع ہو باہر قدم جھکو گرد نہ دما نہ ہاسے سب بہتر فرق تھا اچھا</p>
<p>کے ہوتی ہو حال دل حکم کو او کی بدل لا کچھ مل پرک سے لیکت وجہ سر کہ کچھ افراد تفریط اسی ضم او کی کہنی سے نہ تو ہی توئی پونجی کب کو کسی کے الفا</p>	<p>اتباع سنت احمد کری اس طرح سنت پر ثابت موجب شریعت سے نہ تیار حال کہ اصحاب کا پیش نظر کیونکہ فرما ہی خود پروردگار فیض صحبت سے ہی کو رہا</p>	<p>کے ہوتی ہو حال دل حکم کو او کی بدل لا کچھ مل پرک سے لیکت وجہ سر کہ کچھ افراد تفریط اسی ضم او کی کہنی سے نہ تو ہی توئی پونجی کب کو کسی کے الفا</p>	<p>کے ہوتی ہو حال دل حکم کو او کی بدل لا کچھ مل پرک سے لیکت وجہ سر کہ کچھ افراد تفریط اسی ضم او کی کہنی سے نہ تو ہی توئی پونجی کب کو کسی کے الفا</p>	<p>کے ہوتی ہو حال دل حکم کو او کی بدل لا کچھ مل پرک سے لیکت وجہ سر کہ کچھ افراد تفریط اسی ضم او کی کہنی سے نہ تو ہی توئی پونجی کب کو کسی کے الفا</p>

وہ ایمان ہی کی کس مہم خیال

نہی ایمان او کی کب کر تاح
یہ مسلمان ہی کی کس مہم خیال
وہ یقین صدق و ایمان و
بہشت کی رنگ جس عقل ہو
تو بھی ایمان ہو انتفاع
ہوں نہ جب تک و نہی میں
نہ تامل نہ بیٹی کو کوری
دین کہاں در نور ایمانی کہاں
گرگ و روبہ و پنگت شیر
نور ایمان قلب میں حاصل ہو
آخر تہیں ہو شرک یا شرین
بر خلاف امر حق ہوئی نہ کلام
نور او سکا ہی سرتی برسد
اصل سے ایمان کچھ نہ خبر
ایک اس قائل ہوتا ہو کہ
ہو گیا تو کر کدی حسی عمل
او کی بہرہ اور پیشین بیان

[illegible]

سنت احمد پو کتنا ہی قدیم انہیں ہیں ابدال اوطاف و مدار کار دنیا کا سب سے اوسنی نظر اتہ میں جہلرح کا تہ کے قلم ہو سلاطین و اسی سلاطانی اوچین مرضی حق پر جو ہی و نکا کا گو کو کاپی ہرین ہم شکل اشیر	ہو سر موہی اوس سچ پیش کم رہی ہری وکی لیکن پیش حکم حق ہو کرتی ہیں اخطار چاہتا ہو جو کر اوس شرم حاکمون پر ہی قدر الی وینر قول و فعل ظاہری ہو مستحکم ہیں فانی الدلیکین کسب	وہ ہی میں جہی کہ سحر صبا چاہی تفصیل اگر اسکی تھی قلیب سلطان و امیران جہا ہو گئی جس کام میں ہر مضمنا خوشا وکی خوش پیش حقیر کا نفس کے خواہش ہو وہ کاکا ہیں شال گوئی رودست قضا	ہو گئی ظاہر کر است بار بار تو کتب میں صوفیہ کی ایک کلمہ اوی کی فہمی ہیں ابی شکست گنا صفت و نمونہ اپنی بہت کیا حال ظاہر پر نظر کیجو تہ تم شل نشہ فی بد انہا ہرین تا ج تسلیم جو گان رضا
--	---	---	---

چوتھی قسم ولایت ہی کہ شخص کامل کی ورا و قوت سی عاصی ملی ہو جاوے

نام چوتھی قسم کا مہی زور ہو اسکی صفاتی قلب اس طرح اسکی تہامی تہا صاف ہو جاتا ہو پر ارشاد سپل تیا فنی و عیانی و فنی ہو گیارہ مصدر انوار ب کیونکہ گنج اسکا وہ عشت فر دین ہر ہرسم کی ہن پیش یر خلافت حکم و مرضی حسدا ہی خدا شہر نفس کی ہر دم حق ہا سیر و کج راہ ہن ذات رب کر بافتہ بدن شل ہلا اولیائی ناہ حق میں جو کیا نفسی ظاہر کا در نہ عفتا ہی لی کی روح زیر عیش با ہی بہشتن قسب کی بفتا	ایک سی یعنی ملی ہو دو سر بی یا عشت و بی محبت نیکان ہو ہیں انیکو عشت نفس الہیہ سے با محمل ہو تا ہو با طبع وہ اوسنی انسا دل ہو گنجیم اسرار غیب سچ جسمانی نہیں کہنیا اذرا خارج ار تہیر و فقر و عشت وہ نہیں کہ سکتی کچہ اہا ہا فرق ایقاہ لیکن کلب پری ظاہر کے پری ہی اذ لذت دنیا ہی دن خاک ال کہ انہیں محنت کشی ہن اس سیر آتی نہیں شہر مراد قبر کی اندر ہی چوب خشت قور و جلوسہ ہنست فاعدا	قوت باطن کی اپنی زور جس طرح کرتی ہی جہر اکبہ بخل و حرص طمع نیا کبہ قوت شہوانی و مرضی تیرگی جس وقت قلب و روح ہی گر چہ جسم مر از قدم گر لکھوں تفصیل اقسام ہی لی گو گو کہ قرب کر دگا خو د موثر اذ کو جو سکتی کو اوتہ ہیں او ظہانی نقا کر کی کوشش تو ہی ہر ہو ہو ر دی تو راہ اپنی نفس تا کہ ہو تہین سید انور غیب ہی اذ طلب ہر کار زندہ ہو روح کا او کی ہر طبعیت تو کین ہرگز نہ اپنا شہر کا	اور کو اپنی طرف وہ کہنچ کر پارہ عیت در مس کندن طلا دم میں روح شہنشاہ ہو ہی ہر خود ہو ویک محبت ہو ہیں اوسکی اندر ہو یکا ایک ہو ہی لیکت ہی ہیں عینونسی کم تو کہی پوری نہوی شہنوی پرین تقدیر میں کچہ اختیار یہ عبادت دین کی ہی در یہ عین حاتل ہن رانی حجاب تا نظر آدمی سنچہ نور ضیا کر فقط اس میں او پیر و قلب میں تیر ہو پدا انور غیب تا کہ دل دیکھی ہو اذ نکا خور ہی مان عیش طرب میں بدوام غیر حق سبجانہ جل علا
--	--	---	---

یہ سب باتیں ہیں جو کہ
میں نے اپنے استاد سے سیکھی ہیں
انہیں میں نے اپنے استاد سے سیکھی ہیں
انہیں میں نے اپنے استاد سے سیکھی ہیں

مکرر

کے کسے کہتے تو کرتا ہے
 دوسری مردیکو جو کچھ فائدہ
 زلیت میں جو فعل مرد اگر کیا
 اوس سے جو ہوتا تھا بالکل جو کا
 شکو باطن کی نہیں بنی خبر
 جسکو تو پیرا ہی نہ ہو دھونڈا
 در بدر کرتا ہو کیا اوسکی تلاش
 تو اگر اپنی حقیقت جانتا
 دل پر تیرا وہ طلسم عجیب
 سیکڑاں ایسی ہیں سموات پر
 ہیں ہزاروں عالمی منتہا
 دل ہی زمین جستجو و سیر
 ہی گزندان یوسف تو دل
 دلی ہی اپنی ذرا اوسیر
 جو خلاف امر حق ہوتا ہے کار
 تو ہی ان پر و نسی اتنا بھر
 خالق افعال گوئی کروگار
 ہی مگر توفیق کا ملک خدا
 کہ کر ہی توفیق وہ شکار عطا
 راہ حق کی ہی صراط مستقیم
 ہی تھی منظور اگر قطع سفر
 چل تو اونکی رہ پر پھر دستا
 کونسی نعمت نبوت سے فوق
 جب خود شکو بتاوی راہ کو
 چل ہی ہو جی راہ اپنا

و ان نہیں سنگ و خشت
 کر کر ہی تو اوسکی حق میں کیا
 اب نہیں ہو سکتا کیا دوس
 شمس ہو سکتا ہو جس سے ہوا
 غیر غفلت سے رکنا ہو نظر
 اوسکا پر تو تیری ندی ہی
 انکو پہچان تو ای بدخا
 تو خدا کو بیگان پہچانتا
 جسکے اندر کھم و عقل لپیٹ
 ایک گشتی میں کنواری کا
 اوسکی اجزا میں ہیں ای
 قطع حجام و ترک غیر
 ہی کہ ایاں یوسف تو دل
 جلوة دلدار تا اوسے نظر
 ہوتی ہو دل پر سیاہی
 غیر کہتے ہی پیر تار
 کسب میں بندگی و کھانا
 کہ وہ چاہدی تھی ستا
 رہے اس راہ کا شکو بتا
 سہجی ہی راہ شیطان
 تو قدم رکھ اپنا سید راہ
 حقے جنگو انہیں جس عطا
 کونسی دولت نبوت سے فوق
 ہی بڑی غفلت نہ تو گاہ
 جو کہ خود شکو بتا ہی خدا

قبر پر جانی میں ہوں فائدہ
 فعل اوسکی ہو گئی میں قطع
 زندہ سی ہو سکتی میں ج و غرا
 گرتے زندہ سن ایر خدا
 دو جہاں میں تیرے زور مستر
 ہی گرچہ وہ ہندہ ذوقا
 تم ہوا ہی ہیشک ابارت
 کیونکہ کہتا ہو ہی مستر
 گرچہ ہو چو باہت شک
 میں ہزاروں کو دشت پر
 کیوں چہ پیرا دیکھتا دیر
 ہی کہ یوسف تو راہ
 ہی زلیجا یوسف مہری ہا
 کہ اگر اوسکی صفائی ہو
 اس طرح سیر خطہ پر ہی تو
 تیرے پیر کیوں کیوں کر
 کسب میں ہو فعل شکو بقدر
 کہ خشوع و عجز ہر شام
 راہ حق پر جبکہ تو باند ہی
 آفیا تا ہی قرآن میں خدا
 شکو اوس سے کہ کا تیا ہوتا
 ہی مراد اس سے راہ اپنا
 چہ ہوا امد تیرا راہ بر
 کہ چلا تو اور سمت راہ کو
 اوسکی آگاہی اور کا کہنا ہو کیا

امکت ہو سوت یا تو ہو
 فعل ہو تیری وہ ہو کشت
 راہ حق میں جان کو کرنا
 شیر مردہ ہی ہی ہی
 دوسریا تو عیش سہج
 دیکھ راہ سکا کہتے اپنی اٹا
 پہلے اپنی آپ کر اجست
 جسے سہرا اگو عارف ہوا
 اوسکی ہست و کھست میں کچھ
 اوسکی اندر سترا ہی
 خانقاہ و مسجد ہی شکو
 شغف گرو تو ہی سہا
 تو گیا ہو دیکھو اوسکو کہان
 رنگ کہ اوسکا اگر کہو
 قلب پر ہی سیر تو ہو
 ہی نادانی تیری ہی
 غیر میں ہی ہی ای
 لطف نیر و تا ہو تیرا جاہ
 ہیں بہت راہیں الی باہر
 چاہو ہم جسے بل راہ
 سورۃ الحمد میں حق ای
 اور بیان عرف جاہ
 تو ہی تو گم راہ ہی کو
 حد تیرا کل ملک سورع
 پڑہ کی تو لا اھل لسی

مکرر

مکرر

مکرر

ہو گیا بی ثابت طاقت بادشاہ
 یاد آئی او سکودہ شکست
 و شب ہی سی یہ بالکل درتھا
 جزو کو ہی کر چہ زائد خطر
 دل کو ہر گز کی غلش چھی ہوا
 ہر شکست ہی جو دل میں خطر
 جزو تن کو ہی جو کل کی ساتھ
 کیسا ضعف معہ کیا اور جب
 جذب سے کل کی بدین مہم
 چاہتے ہیں کہ یہ جانیں
 تو جدا ہوئے پہلی اوکھا
 نام اس کا کیا ہی امر شدید
 جزو کل سی اسکی جھکوی خبر
 رہتا ہی صحرا میں آباد ہی دو
 اک سنگ را کہ پڑھی کو بیان
 ہی زمین کو شیش صافی نہا
 نام شہر جبکہ او ہم کا ستا
 لا نام واریہ کر کے جستجو
 دہلیں سمجھا بادشاہ ہی
 جوش افشانی از غلین
 اسکو و خسر ہی ہوشیار
 مرگ خضر ہی جو ہی سکولم
 یوں عالم ہی کہا اسکا پدر
 لا پید کیا اسکی ہم کو
 ہو گیا شب لا اوشش گئی

این سکو لیا باور و آه
 لیا جلو و بی پیش نظر
 سده اس امر من مجتبی
 کو بهی بی خجی کس بود
 عناصر کی شش و اجزا
 چندی بی او سکو نهانی
 شش بی او کی تیری
 شش و اصل کی ای چمبر
 تی این جزا هر اگر شش
 ای کی تابی تدبیر و
 نه و سرت تجھے روز شام
 و سپر کس کا ہی طفل سعید
 حال اسکا من و جان طهارت
 دل دنیا سی تایت ہی نصرت
 آتای بی طفل ای شام و چمن
 بی مجھی حد زیادہ اعتقاد
 یاد آیا او سکو سچو ملا
 اور تی دزیت رخ
 بی کچھ اسحق از مخفی البصر
 اجنبی پر ہوتی یہ انتہین
 مشترک ہی سید اس کلام
 دیکھ کر اس طفل کو شام و چمن
 آوی جب تم سچو شام و چمن
 گھر میں جب لیکر گیا شام و چمن
 جیتی بی وہ تو کو دیکھ

[illegible]

رو یا که یارک
 کوی خون جگر
 لاف بر آواز
 کس که غیبی
 شش کامی بدین
 رانگی کل کی سادای
 لوفت قلب دره
 پست رویون لا علاج
 هم تیر اون بی تیری
 بی اپنی آپ کور سکو
 چھلا سے کرای سرو
 فنی بدست پیر پتہ
 پیا سکا ہی فتنے
 بس کا نام ابراہیم
 شام کو یی تابی گور
 یاد کروانا ہون بی
 دو جہاں سکا چھرا
 یاد آیم عن سارا
 بی سب سے بد کوی
 علم اوستا منحصر
 ماہ و شمس و تار
 ساتھ ابراہیم کو
 شاہ جہاں
 یاد آتی او سکود
 شمس و تار

ہو گئی ساری محل میں ایک کھانا
 کہ ہوا کہ دکان کے منظر
 ای مری سخت جگر کے ہم شبیہ
 ای مری اور ہنسی جھٹکا
 ای مری تار بندہ اختر کی پیش
 ای مری پوچھتے ہم مری
 ای مری اور ہنسی مری کی ہم
 ہوا ہر خبر تیرا بالیقین
 شاہ کی خبر گاہو کچھ نام تھا
 نام کواد ہم کے ہر اک مرد
 چند مدت وہ پھر ادھر
 نقص عدم نقد جو کو
 اس لیے اور ہم حسن اعتقاد
 سوچتا تھا اولین اپنے ہر خبر
 تھے اگرچہ اوچھین سوچتا تھا
 یہ ترپا اینٹ کرو پدگی
 آپ ابراہیم کو نہلا دیا
 مفضل کو پھر گھر کے اندر
 بادشہ کے اولین یا یونانی
 مرد حق ہی ہادی خدی ستی
 مفضل کو لے کوئی پسے اگر
 منتظر اور ہم کے آئینا دوان

عورتوں کا رو گیا اوس چاند
ہوش میں آئی رخصت ہو
اسی طرح کچھ شہید
ایسی شہر میں جس کے نام نشان
ایسی مری مہر موری شہید
ایسی مری تیلی ہم سے دھن و دھن
ایسی مری تو تے دے ہم گھر
یاد کار لیلی محل نشین
وہا ابراہیم مان کا لیا
جانتا تھا خوب بروہن
جانتا تھا او سکھ کر کشن
دی تھی کچھ دھن شاید دیا
دلیں ہر شخص کے سے زیاد
راز تھی لیکن بی خبر
افس نہ لی لیکن تھی گوار
غیر خوریت نہیں ہوتی کبھی
دیسی نئی پوشاک پاکیزہ پنہا
آیا باہر شاہ فرخندہ سپہ
پوچھی دھن ہی دھن شہر کا حال
جھوٹ ہر گز وہ نہ بولگا کبھی
روکیا و سکونہ تم ہر وقت
انا و ہم کا کتب ہر وقت

حکم کو جو آتا تھا سو تہہ سیر کی
 گود میں پہرا دیکھو کیا کیا
 ای مری شہسوار مری شہسوار
 ای مری اوں بیت چہرین
 ای مری نادیدہ و نیکی مشا
 ای مری جان کی ہم حنا
 دیتا ہی ہر فرد تیرا لیگان
 کون ہیں تیرا تیرے در پر
 اور بتایا نام ادھم باب کا
 کیونکہ وہ شاق تر و خفا
 مگر کی تھی جیب سرخشاہ
 تھا اوں کی بڑھا کا یہ اثر
 جب ادھم کا ادھر شرف نام
 شاہ کو اور ایلیدہ کو شاہ
 دل ہی ل میں کر رہی وہ
 کیا سب سے نوں دن پھر
 اپنی ہاتھوں کی کلا کر پھر
 بیچھکے خلوت میں زرتا ہر
 فرق و نسکی رہت گئی میں
 یہ بھیج کر حکم دربان کو دیا
 درست بستہ باد سے آئے
 شاہ کو اور ادھم

عود و عنبر کی بہت پیچھے کی
 سانس ٹھنڈی کی بھر کر لی تھی یہاں
 اسی سر گلہ برگ کے ہم صفت
 ای مری آہوی مشکین کے حریف
 ای مری زریں زیبا کی مثال
 ای مری غنچہ بہان کے ہم عنان
 یوسف گمشدہ کا میری
 تاجم اوس کے مجھے آگاہ کر
 رشت میں اپنی اپنی سنی کی جا
 اس لیے دھنسا تھا اس پر شہر
 دلیں ہر اک کی پیچی آہستہ
 مرگئی جھٹ جھٹ جو وہ رشتہ
 رہ گیا حیرت میں ہر اک لاکھام
 نام و نعت کے فرست ہی پائی
 جی یو الف سدا ہی دہلکا حال
 اس قدر کیوں ہی پہنچے نصیب
 کرتے تھے ہر جس کے اوس کا
 بحر حیرت میں ہو اکبار عرف
 جو کہ کھاسودہ ہو ہی بقیہ
 حاجون کو شاہ فی اکہ کیا
 مجھ تک انہوں میں کس کو نہی
 بیٹھا تھا وہ بارشاد مل کام

طالبینِ مثنوی سنا با و شاہ کی لیجانی کا حال بھڑپا اوج نامہ پیشین

آیا کتب بین تقدیر و تقدیر
یعنی ابراهیم که او رسکا پیر
خاک را کف می کرد که اگر
نمی شود که از سر جدا گیا

گلزارِ حیات

پوچھا ملاسی کہ اسی فقیر کا یوں ہی ریاں کتب میں لکھیں کہ جسے شہادت لکھی ہے ہرگز نہ کر دلیں کچھ دلی ہر دلیں اپنے بچے کو اور ہم فقیر بھیج ابراہیم کو بیرون در کر کے تعظیم تو اضع بشیر ہی وہ کسی زکریا کی مگر مادر او سکی ہی وہی شک نہ شاہ فی شکر تعجب سے کہا آج تک مر کر کوئی آیا نہیں خلق اوس دختر کو مردہ جانکر مٹی جو ڈالی تھی اوس صدف تھا جلا ناب کہ منظور خدا پس بان قبر سوئی دیکھ کر نہیں لے مردہ ہی او سکو جانکر کر کے روشن گل میں پھول قدرت حق ہی ہو اور دروا پاسبان قبر او سکو جان کر کاروان میں جا کی دی دیکھ کر دختر کو اوسنی یوں جبکہ نکلا اوسکے تن میں لٹو کون ہو تو مگر کس کا ہی کا دیکھ کر زندہ ہوں او سکو اسی میری اور دختر کی جان بچو	کس جگہ ہی وہ مرخت جگر حال لا گیا بالکل بیان کہ گیا ہی یوں وہ شاہ جو چاہے جب لکھا او سکو ہی اور کہا کہ ہم اوس میں باقی شاہ فی شکر لیا اندر بلا سچ بتانا تھا سو گند خدا سسٹیک او ہم نے کہا وہی نام سچی دسکا دیا او سکو بتا رفن او سکو قبر میں ہم کیا حبیب او ہم فی اسی عالم نیا قبر میں او سکو کیا تھا زینب قدرت حق ہی ہو اگر ہم کو جذب عشق میں آئی لا شکو میں نکالا قبر سے جلد تراوس شیت ویر میں کیا دیکھتا تھا حسن کی او سکی دیکھ کر آتش کو روٹیں کیا وشت میں مر دیکھو تھا دیکھ ساتھ لیکر او سکو میر کاروان کو کہ ہم اندر شتر کو لیا کر دیا انکو انکو اپنی سینی میں سچی آفرین کی اپنے کا پوچھا جبکہ پوچھا او سکو پھر پوچھا او سکو خدا	ہی مراد وہ یوسف کی کہ ہی کہاں اس وقت پانچ لے گیا ہی ساتھ او سکو آسے یہ شکر جلا کر کیا شاہ کے در گیا بازا حضرت دینی یا ہی او سکا پیر یوں کہا ہی فقیر پوچھا رست کر کے کون ہی لکھا جسے میں عاشق ہوا دیکھ کر مر گئی مدت ہوئی وہ لیا مردہ بھی ہو تا ہی شکر قبر میں جسے کہ کی آئی پھر جسکے اندر رہتی وہ کاه میر اس سبب قبر میں خیر لاش دختر کو کیا میں بے کہ کہ او سکی لاش کو لایا با نزاران در دروازہ فنا عین اس حالت کی اندر فرط و شست ہو اسی تتر اوس میں تمام طبیعت ہنر ہی چمکتے کے مرض میں ہو گئی ہشیار وہ فرزند گھڑی چھو کو کون لایا لایا سجدہ شکر ذرا کاجا ہو گیا پیش گاہان عدول
---	---	--

ہی کہاں وہ فقیر چہرہ
 شاہ شریف یعنی لایا
 اسے عیب سے اوسے روکا
 کہ نہ کہ سچے سچے دل میں
 کہ در ایہ جا کی تو سلطان
 با ادب لے لیا اپنے شہساز
 نام ہی اس طفل کے مادر کیا
 ہی وہ دختر آپ کی بی بی
 دختر سلطان کا جو کچھ تھا
 مر گئی بھی جیسا ہی کوئی ہی
 بدلا شکر میں تو شکر
 اک پھر پھر ہی گزری تھی
 رہ گیا تھا قبر کے اندر رکھا
 قبر پر ایسے گیا میں بیدار
 پھر کیا ہوا زنی ڈال
 تھی جہاں ہی شہر ہی
 اور روتا تھا نہایت اڑا
 اگ لینی کے لیے آیا دیان
 جو گیا وہ شیت لڑائی
 سنتی ہی اس کا کیا
 اوس میں کی جوت کہ فقیہ
 پوچھا او سکو کون کیا ہی
 اندر آیا کہ کی کہ فقیہ
 من میں حال میں کہیا
 پیرا ہوا ہم یہ فقیر ہوا

ماجرای یہ بلا کم اور کماست زندگی کی سسکے دفتر کی خبر اہل شاہ کی سسکے خبر گود میں چکی ملی تھی وہ پری حکم سب کو یہ دیا جلد ہی اپن پوچھو سب کو اس کے پتہ پانی فی الحقیقہ ہووئی خبر اگر جاکی سب میں لگا کر فی دعا ایسے دوزخ میں عیش میں کچھ نہیں لطف ہی تیرے اسطے میری بھی لکشا قول دہم ہی خدا وادگر باوٹہ سب میں تھا گراں یعنے سچا نا اویسی ہی باشاہ مجھ کو بھیجا ہی کہ دی جا کر خود ہو اعلیٰ کو دفتر کی سوا شہر میں بہت کاج چاہوا چوڑ کر سکو نہی دوزخ بن میں کیا ایک ٹاسا مگا پارہ پارہ پیر میں ننگل دیکھ کر اس حال میں کوہان دیکھ کر دفتر کا میں نے محسن تیری ملنی کے لیے ہی سیر جوش شہقت کا جو دوزخ کو ہلکی دھڑلہ مادی ہنگامہ	جو کہا میں یہ ہی ہر گز تمہی خوشی ہر اک ہر سسکے بی نواؤں کے لیے لعل کمر کہیں میں بھی جس کو جس کو جاکی تم دیکھو کہ وہ پانی گوشت لسی سنیو جو کچھ تو بھی جلد میں اگر خبر میں تو گوشت لسی میں کی قابل ہوشت یک نم گزور خانہ ویران کو پھر آباد کر قدرت کامل میں ہی رہا اتنی میں دوزخ ہو آیا سوا ہی وہ دفتر کی کی شستا کیا ہی حکم ہی باوٹہ کو وہ شستا لکشا ہی دیکھنے کو نکل اک خد پا پارہ وہ شستا سیر خار و خس کا اسکے اکی تھا عیان میں بدن ننگل اکی غشاں سب کو در کوہان گر یہ دوزخ میں ہر ہر لاسی میں شہقت مادی دہنی چاتی ہی لیا اسکے اک سوار میں میں دوزخ	حسب شاستہ فی یہ نادرا جرا جس خوشی کا ہر سسکے جو کہ اسکے میں ہر تہیں ہندہ شیر کی جوہر خوشی ہی طرح کرنا نگاہ اپنی لڑکا میں سب زور پالکی میں کر کے ہر اک کو لطف تیرا ایک سب کا یوسف مصر کو بعد زور جای غم فرحت مودت اوسکا گناہوا اگر خدا وادگر دور میں و سنی مبار کیا دی ہی ہی یہ شستا صفت سنی ہی یہ شستا جان اکی مستورات کی مودت رفتہ رفتہ پوچھی آخر کوہان لیکے ساتھ ہر صم کوہان بشر حسن بعد شستا سر کی چادر میں پوچھی دیکھ کر دفتر کا اپنی ننگل کہ چکی حب احادیثی نہا یہ خبر سنی ہی شستا پھر نہا یا اسکے شستا شاہ وادہم دوزخ میں	غنیوں کی ہو گیا شستا بہتر از شستا ہر سسکے ساتھ اسکے دوزخ میں شاہ فی سب بروہا بیان تاری ہی ممکنہ ہر گز شستا پوچھا اوس سے پتہ اختیار بھیکہ سب عشت ہی شستا گر یہ دوزخ میں باوٹہ قاضی کا جاتا تیرا نام بہتر از شستا ہر سسکے دختر کوہم کا شستا قاضی ہی ہی تو شستا اور حقیقت حال کی ساری ہی ہی یہ شستا باامیران دوزخ میں پوچھی پوچھی باوٹہ کامران تھا جان دوزخ میں کامران تھی جان شستا دوزخ میں کر رہی تھی وہ ادا انی نہا گنتی اونکی تھی دوزخ میں اکی وقت باوٹہ کوہی کمال دایوں کیوں کیا دوزخ میں دور کر دوزخ میں دوزخ میں ہو مری دوزخ میں پانی اک عمارت میں ہی دوزخ میں
---	--	--	--

عود و غیر کی تھی یہ نہیں
 سیرت بدی ہو از خون
 دیکھتے ہیں رنگ ہر کا و خ
 کوزہ گل میں گر بجیا ست
 خوشحالی اور بدحالی کچھ ای
 تہا جو ابرار اہم رطاب خدا
 رعب دہ جس ہو ظالم محل
 عدل کی کتب گر ہو قہر غضب
 گر ہو موقع پر اپ لطف قہر
 حلم بی موقع مقرر ظلم ہے
 ہیں صفات لطف کی عدل
 گر ہو عادل میں درکار قہر
 حلم کی جاہم و جای قہر قہر
 نذر کب اس طور پر جاہل
 کیا جس کا وقت چل
 یوں ہوا ہی لغو میں صبر قہر
 کہ سی شہ کی ہو الیسا ظلم
 جسکے ماتم میں نہایت ہنس
 اسی حالت میں ہمدرد ہو
 لگی ہو چکا جس ریا
 بند شاہی پہ بیٹھا لگا
 لی ہی غافل کی ظاہر ہے
 سخت تیرا تختہ تابوت ہے
 اہل کو کو اگر کو کو سکے
 لگی کر تاجہر کو شش مستعد

لعل گوہر کے شہسباز
 سیرت بدی ہو از خون
 رنگ باطن سپہا کی ظلم
 تو وہ ہی مرغوب طبع کا
 دل معنی میں نہیں کھتی ذرا
 ربط و ضبط ملک اس کی
 لطف وہ جس ہو شہسباز
 رحم کب ہو گر ہو قہر غضب
 تو وہ لطف و قہر کی
 رحم بی موقع مقرر ظلم ہے
 دونوں ہمسر ہیں ان کی
 دشمن کوئی کرنا کیوں جاہل
 نوش کی جانوش ہی ہر
 مر گیا وہ بادشاہ شہسباز
 پھر نہیں ہو سکتی اگر ہو شہسباز
 سی ہر اک شہی الاک و جہ
 رنگ چھوٹی ہو اچھا
 قبر پر رہتا تھا بیٹھا شہسباز
 شاہ کی غم میں اچھا
 کام پھر آتا ہی کیا خطا
 ہو گیا دنیا سلی ہو کا فصل
 مرد حق میں کی ہی غریب
 ماسو سے جو ہی غریب
 تنہا نیکی لو اگر تو بسکے
 اور پند شاہی زیادہ پھر

تہیں نہیں رہیں پسندیدہ
 اچھی غصہ سے ہو از خون
 جام زمین میں گر ہو طبع
 لفظ ظاہر کو ہوں غیور
 طفل نابالغ کی ظاہر ہے
 انتظام فوج و عدل ہمدرد
 عدل وہ جس ہو شہسباز
 قہر ظالم پر ہمدرد
 جسطرح مدد میں ہر جان کا
 جای گل تو گل ہو جای خا
 انہیں گر کچھ بھی کی شہسباز
 الغرض ہر فعل براہیم کا
 عیش میں تھا ہمدرد
 پوری ہوتی ہی سچا چل
 جام زہر آلودہ مرگای پھر
 روح تن میں ہوتی جیل
 تھا زبانا وہ شہسباز
 باہر از ان جسکے وہ شہسباز
 آخر شہسباز کا دل لکھا
 باہر از ان چند و خیر انکسار
 آدمی کے دیکھ کر ہم پر
 دیکھ کر دنیا میں کی کر و خیر
 ہی یہ نیا کشت از آفت
 کار دنیا میں ہوا جو مبتلا
 کار دنیا کی نہیں کچھ پتلا

اس سبب تھی غافل ابرار
 پاک طینت غافل ابرار
 ہی ہلاک کس کام کا وہ ہی
 اہل معنی کی ہی غافل
 اہل باطن کی غافل
 شرع کی موچک سبب مراد
 قہر وہ جس ہو ظالم نامراد
 قتل سفاک شہسباز
 سو و تدبیر ہی غافل
 کاش شہسباز ہو تاناہج بہا
 تو نہیں عدل لکھی ہو
 تھا سر لائق مرگ شہسباز
 غم میں ہو شہسباز
 لغو میں ہو شہسباز
 سبک و بنا ہی شہسباز
 تو وہی اک شہسباز
 سچ دوزی شہسباز
 رہتا تھا ہمدرد
 ہو چکا ہو تاناہج بہا
 اوسکو سمجھا کر کیا شہسباز
 ہو گیا آدمی کول و کا اودا
 معنی غافل ہو شہسباز
 تو اسی کتابی بار آفت
 مثل خر کو یاد دل میں
 ہا ہا اول ہی شہسباز

یہ سبب تھی غافل ابرار
 پاک طینت غافل ابرار
 ہی ہلاک کس کام کا وہ ہی
 اہل معنی کی ہی غافل
 اہل باطن کی غافل
 شرع کی موچک سبب مراد
 قہر وہ جس ہو ظالم نامراد
 قتل سفاک شہسباز
 سو و تدبیر ہی غافل
 کاش شہسباز ہو تاناہج بہا
 تو نہیں عدل لکھی ہو
 تھا سر لائق مرگ شہسباز
 غم میں ہو شہسباز
 لغو میں ہو شہسباز
 سبک و بنا ہی شہسباز
 تو وہی اک شہسباز
 سچ دوزی شہسباز
 رہتا تھا ہمدرد
 ہو چکا ہو تاناہج بہا
 اوسکو سمجھا کر کیا شہسباز
 ہو گیا آدمی کول و کا اودا
 معنی غافل ہو شہسباز
 تو اسی کتابی بار آفت
 مثل خر کو یاد دل میں
 ہا ہا اول ہی شہسباز

کرم خردی کار یون آید ادا کسب و دست به بعد زنجیر طلال خدا فضا نی که بد بود هو عمل کار هر من کو خرد و صغیر لغوی نیست که این علم و عمل الخرق به صبح لطف و سخا یکتا و فاسد نیل بر داشته جانتا تھا کار دنیا مستعار عدل نی عصر این کیا ظلم سی تو مری جو بر شنی	حسب کمال کوئی کز روی جو کوئی پیدا کر می خلال وہ صلق و صوم کی ہوا حسنیت سی ہو تیر کبیر چی تو خط و نیست و دل محو راز جناب کبیر یا پیو فاولی بقا پنداشتہ کرتا تھا بھر ضرورت کا بار محو مطلق ہو گیا خلاق و حفا	جان دل سی ہی رہی سے نفوذ دست خالص سے کر دے کیا نیت خالص ہی لیکن معتبر ہی اگر سے اول خجی اب ہی دکا نیکو اگر عجز و نیاز یعنی ابراہیم شاہ در حجاب کار دنیا نیستی تھی چھپیدگی ملک الی ازنی با آفتاب شمع پر کوئی نہ بکھیند کر	عفو ہی ہو جو خوی بی ضرر وہ عبادتین ہی لکھا جا گیا ہو سکے تو دل کو اپنے صفا تو غر اوج بھی ہن مرد و باد تو کلید با شہر ہی بنداز کرتا تھا ظاہر ہن کو کار سہا کچھ تہ دل نہ تھی کر ویدگی دس برس اند علم بالعدا قطع جلد او سکا کر ہی سر پیر کو قصاب کو ہن چھری
---	--	--	---

و نیاسی ہزار ہوتا ابراہیم کا چھوڑا ہوا

سلاطنت ہن بھی شاہ تھا نہد مست و درویش اسکا شعا او تکی صحبت ادا پیرا شری سلطنت ترک میں ہی جو چھپ چھپ کیے ساتھ اپی عدا میکے وہ اپنے سوار سے جدا تھیں کہ اس طرح نہیں پید کیا بارت یہ کھکروہ غائب ہو گیا کی او سیدم فقیری اختیار اگیا ناگہ جو دلیں کو خیال دیکھتا کیا ہی کہ اکہ پیر کلو اوسکی وہ شکل و شالیں کھکرو یہ فرشتہ ہی کوئی ایسی شب پاؤں پر سوار تھہ اگر شاہ کا	دل سی تھا مشر و بادشاہ جان دل سی تھا فقیر و پیر کفشی پا اوس سلطنت کر مختلف سول یون ہن اکیڈن ناگہ گیا بھر کلا چھپے دو فرنگ تک دی گیا و حشیون پر تگری جو رو جفا نقش اوسکا شاہ کو پیر ہوا دشت کار شد لیا بالان او تہ کی تنہا وہ دیکھو خفا کرتا ہی بیڈیا کناری پر ہوا تھا کہ شہر و شہر سے کھکرو بھیسے اچھے کھکرو آگاہ کر اپنی چھالی سی لیا اوٹا	ستا جس جام و درویش فقیر یار و غار عالمان فاضلان دور سے خلعت ہی کیا بعضی کہتی ہن کہ شاہ زمان دور سی آہو اوسی آنا لطف جائے جاتے ہو گیا آہو کھرا ہی غرض ایجاد سی تیر ہی آو سنٹی ہی او تراشہ عالی کھر بعضی یون کہتے ہن شاہ جفا پا پادہ بھر میر آب جو نور چھپر سے عیان ہی مشا دل میں کہتا تھا کہ درازی پیر جب کہ کے و غنونا ج یون کہتا تھا پیر کہ لطف و کرا	جانا لطفی اوس شاہ بی دوستدار عابدان کالان پار بندہ سے میر اکا لیا دشت و در ہن بھر جلد و پہنچا اوس پر شاہ کھو امار با فصاحت لب ہن ہم سی کہا کر ذرا توہ پیر اپنی آپ غور چھوڑ کر دنیا میں کو کھو کرتا تھا دریا چھپید باہین چھرتا تھا دریا پدہ فخر سری بنا پارحت ہی جفا یوسف ثانی میان آکھان جاکی ابراہیم قد خون کرا خضر میر نام ہی جفا
--	--	---	--

مجموعہ سہیا بنی خدای پاک نی علم باطن پیر اوسے یقین کیا اسم اعظم بھی دیا او سکوتا خضر جب تعلیم اوسکو کر چکا عشق کا ایسا ہوا جوش و خروش تاج شاهی کو لیا سہی اوتار شعوی میں مولوتی معنوی آوی کے پا کا کھڑکا بام پر دیکھ کر شہ نے تعجب کیا سکے وہ بولا آواز خیرین پیر لعل سیم زر گم کردہ ہو عقل اتنی بھگوانی ناپاں میں بر خلاص عقل جو ہے ہوا ہی مری اس جستجو سی بھی سب ککے یہ وہ شخص غائب ہو گیا افضل بادشاہ کامران لذت دنیا کی دیکھ چھوڑ کر تو جاکھ حق ریاضت ہو گیا جسم کو توڑتی ہو سرسبز مرغ جامی بران ہی خزانیکامکان اوس فقیر می میں بھی براہیم کو چند مدت سن تک روین کا آخر شل وں سی ملا وہ مردون ماہ برج معرفت الہیہ دستا چند مدت کی خدمت میں آیا	ہی یہ دنیا جیفہ دھاک کلاب دھم کی دم میں قلب نورانی ہوا منکشف اوس پر جو اسرار چھوڑا ابراہیم نوریش و تابا جذبہ شہی میں کیا تر کون ترک کر کی لوسی میں نیا کوہ گھر میں اپنی وہ شہ عالی گھر دیکھتا کیا ہی کہ اک مرد جوان سطح آسجا ہوا تیرا گزہ اوشٹ میر گم ہوا ہی ناگما شاہ فی ہند کرہا دی بخیر فہم سی سالہ رہی دوریہ یون کہا اوسے کہ فی خلد حق کوڑھونڈی سلطانہ میں ہوئی ایا شاد و رحیمی میں اسو جان بھی گئی دل برداشتہ کہا نا عیاسی یا دوسی جسم ظاہر کو ہوا شل لال جسم کی ہی تربیت زینت جسکا ظاہر کی ہو دی کرو تا ملی ایسا کوئی کامل شہ دوسری جو جس چکر کا جو یا ہوا لطف میں ہو سب انعامین مجمع اخلاق مولانا فیض جسم کو اپنی کیا بالکل فنا	ہی یہ تعلیم کر نیکی سیکھے خلاق کا جس سے ہوا وہ مشوا جس سی وہ نور مجسم بن گیا فی امان اندر کہا غایب ہوا ہو گئی مغلوب جس میں عقل خلعت دیا کو کر کی تازتا یون ایت کرتی اپنی لالی سکے چکا وہ شہ نیکو پر کون ہی تو نام اپنا پیچ بجا ہون میں خزانہ اندرون بندہ سکین شہ گم کردہ ہو بام پر بھی ورت پڑتا ہی ہی جنون یا بھگو بالیو لیا ہی مری فہمید سی بھی نہیں بادشہ دنیا سی تائب ہو گیا چوڑ کر اپنا دیا یون خان یاد میں آمد کی بانہی کر جسم کو ناقوس کی گانہ کر لیا ذلت طائر میں پڑی نوح کر کھلت ہی جو اثر ان جستجو تھی تاملے مرد کو آخرش برآی اول کا دعا رہنمای عارفان و صلیین محرر راز جناب سب کبریا حق ریاضت کا ادا ہو گیا	چوڑ دی اوسکو کہ تا ہوا بار بار مرد حق سے سکے خانی ہوا جلوہ گر ہر چیز سی نور غیب راہی صحرا ہوا لی اختیار الفات لعل زر و فرزدون بی سر ملی پا چلا صحر کو وہ نیزد میں سوتا تھا اک شہ سقف پر چھترتا ہی ہر دور جستجو کرتا ہی کیا تو بام پر میں تلاش دیکھی تھیں ہون جستجو تری ہی یہ یکشت ہی خلاص عقل لی ستودہ مسند شاهی پہنچی جستجو مجموعہ سہی ہی وہ فی عقل طول کی دوری میں کھی کوئی زیست دنیا کا اصرار نہ پڑتا محو مطلق شغل باطن میں ہوا روح لیکن ہو گئی پیر کمال ہی وہ راہ حق سی پیشاں اوس سی ہوتا ہی فیتہ دور جسکی صحبت کا ہو لیں پیر حال خرد عا اوسکا ہوا پیشوا سی مشہد اہل یقین مشہد آفاق مولانا فیض خوش شغل زر کر اندر دین ہوا
--	--	---	---

بیعت نظر تو ابرہیم کی کی عطا او سکھ خلافت پیر غارت پورین مخفی رہا تک و فاک اندر رہا سرپانی رکھی جاتی شہین نصف باقی کی برائی بھلا کرتی جفت روزہ و قشام یادین حق کی رہا مضبوط اس قدر جب آپ کو سو آگیا جسکو ہی یہاں تہا بی انتہا بی راہ آفر ابرہیم سے گوئی انھیں اس کی کوئی رفتہ رفتہ شہر ابرہیم کا اڑو دام خلق پہنچ کر تنگ ہر قدم پر پڑتی کوئی تاز جج کو بہ جھڑپ سے کیا جو ہوا اس سال کی چھٹی مسجد کعبہ میں چاہ سال مسجد محمد کی اندر سال قبلہ دارین فخر درجہ ان چند مدینہ کی محبت تین بو حنیفہ پاس گونی بن گیا تھی غرض اس عصر میں اتھیا محبت کامل سنی زانی ہوئی نہیں کراوات دسکی ہی جوتیا	مرشد کامل خلیل دین سنی دی ہدایت کی اجازت پیر تا کہ دی سن نفس سرکش کو سزا اس طرح او سکھ و ایمان تھا بیچنے کو او سکھ کی آتی شہین سوال دین زار سی لیتی تھی پنا سات نعم کی تاتی روئی کی دام توڑنی من نفس کی مشغول پادشاہ ملک باطن تب ہوا او سکھ ہی ان لب بی منتہا خرق عادت خود بخود چھوٹی پر کر امت او سکھ ظاہر ہوا اس قدر او سکھ کی اندر ہوا آئی دل میں حج کعبہ کی گپ باہر ان مجروری و نیاز کہ ہوا او سکھ کی یونان حج کیا او سکھ کا حق نی قبول وہ رہا مصر و یافو و بجلال آن پیغمبر کی خدمت میں ہوا کعبہ کو نین و کیشای زمان فیض طری و کئی خدمت کیا رتون تک نسبی ہم محبت تیا فیض اون سے سبکی محبت کیا صحبت ناقص سے ظلماتی ہوئی خلق پر ظاہر شالی قباب	ہو گیا نفس سے جب مودہ ہوئی رخصت سے چاہان دین سن و جہان کی چکشی پنجشنبہ کو کھل کر صہدم ملتی جو کچھ او سکھ دینرم کی ہا آتی پھر اپنی مکان خاص پر دین سن اس غار میں مرد کا جب کیا اس جسم کو اتنا زبون جسکو خلقت بیان چھٹی تھی کام اس دنیا کا سب علوان مشک خالص و بخود عمارت خود بخود ہی قصد ہوتی تھا آتی او سکھ میں ہر شاہ گنگا دل میں کر کی قصد بیت کا کہ کی پھر عودہ بریں قطع ہوا او سکھ صدقہ ہی کیا حق نی ہی زیارت شہر حج عوام لیک سن دت کی اندر بار بار خبر و جان سید خیر انور حضرت باقر امام عارفین تھا اگر مہر ہو گیا وہ آفتاب بعد از ان صفیان شویسی صحبت کامل ہی شان گہیا گر کردل و سکی کراست بیا الغرض اس عصر میں نیک تھا	اور خدا کس سی بشر کی دورہ دین سن تک خلق و عالم نہان سرکشی سن نفس کی جاتی ہی کر کی اک جاپشہ دینرم بحم نصف تو کرتی فقیر و کھو عطا سات ای سن سن میں کرتی سہم قائم دلیل اور دن کو روزہ دہا تب ہوا وہ محرم راز ورون ہی وہ عند اللہ عز و جلیل خواب غفلت میں رہ تو یحوان عشق صادق فاش ساز و راز خرق عادات سن آخری تھا ہم وزیر و ہم امیر و پادشاہ خلق سی مخفی روانہ وہ ہوا پونچا بیت اللہ میں من پناہ حج جملہ حاجیان مستمند حج ربانیت ہی مرد و نکاحام وہ زیارت کو پیغمبر کے گیا محرم راز جناب کعبہ یا عروہ الوثاق اصحاب یقین تھا اگر لب گیا لب لباب فیض طری و نسبی بھی حاصل کیا تو بھی رفا سے تجسس سن تو کبھی پوری منویہ وستان او سکھ عصمت و رخصت ہو گیا
--	--	---	--

تہا فنا فی اللہ کا رہتا ہے	عادۂ تھا آدمی کہتا ہے	تہا ز بس آئینہ دل منجھے	نور حق سے تہا وہ بالکل منجھے
جسم ابراہیم طرف عشق تھا	عشق کی محبتی لبالب گیا	عشق نے کی جس کی تھی	کب سماوی و جہنمی لبر کی ہوا
عشق ہی وہ برق طغیانی	غیر دلبر کا کڑی جو قطع	مٹی کی سوزا تو خالقیت میں	غیر سے رکھتا ہی طغیانی
میل تھا پر جو آدم کو ہوا	عشق نے کیا کیا آدمی کیا	غیر حق پر جب گئی آدم کی نظر	عشق نے آدم کو کیا زیر و زبر
غیر عشق خدا کی نے کیا	تہا و نعمت ہی ہشتون کی جدا	گر نہ غیر پر اپنی نطشہ	ہو تا کیوں بقیوں بالکل ہی

حال سپر حضرت ابراہیم کا کہ وقت ترک دنیا کی صدغیر السن تھا اور بعد بلوغ بادشاہ بلخ کا ہوا
چھڑا پ کا شکی کہ شریف بین یار ت کو کیا باپ کا بیٹی سی ملکہ خوش ہونا
تیم الفت کشت دل میں ہونا پھر بات کی آواز کہ دعوی عشق حنا
میں غیر سی محبت کرنا اور ابراہیم کا منفعیل ہو کر دعا مانگنا بیٹی کا مرنا

گو شہر جان سے پختہ غفلت کا	عشق کا معلوم ہوتا ہے	رکھتا ہی جو دعوی عشق خدا	امتحان کرتا ہی حق پر
اقتباس نور بین ہی لکھا	جبکہ ابراہیم تاج او لیا	کر کی دنیا کو مراد پیش نطشہ	ہو گیا درویش شاہی پھر
ایک تھا او کا صدغیر السن	مشتی ماہ سے فشنہ	بعد ان کی جبکہ وہ بالغ ہوا	منہ شاہی یہ پیشہ ان کی جا
بلخ میں کی حکمرانی چند سال	نظم و نسق ملک بروجہاں	شکے خلق اللہ سے حال پیر	ذکر درویشی کا ان کی سرچ
چوڑ کر ظاہر کا غرور احترام	کرنا بیت اور کے اندر مقام	اشتیاق او سکوزارت کا ہوا	تقدیر سے اللہ کا او سے کیا
سونپ کر دستور کو سب کا	راہی کہہ ہوا وہ نام دا	کسیچ کر حکیمت درج کی	پونچا کیسے میں شہر عالیہ
دیکھا کہ اک دور ترستی سی جا	فوج کا اپنی دہان پیر کیا	پا پیادہ پر او ب سی بائناز	شہر کی اندر گیا وہ پاکباز
تاز یارت سی پر کی شاد ہو	خانہ دل چل سی آباد ہو	باکمال اشتیاق و آرزو	کرنا پرتا تھا پد کی جستجو
الفرق بعد از ہزاران سال	خانہ کعبہ میں پاکی ساس	او سے شہر شیکو سیر سی لگیا	ویکے یہ اس کے قدرون پر
اور تباہ اپنا سبنا نشان	اکھی ملنی کی یہی آریان	ویکے بیٹی کو بے شادان ہوا	خانہ دل و سکا آباوان ہوا
اپنی بیٹی سی لیا او سکوکا	اور تفقد حال کا او سے کیا	شفقت الفت ہی الچہ	ابتدا ہی اتنا کہ پچھ کر
طور و طرز و دین آئین سپر	شرع احمد کی مطابق لکھ	اپنی ل ہنر نہایت شوق	بیٹی پر لطف و کرم جو کیا
وصل سی بیٹی کی شادان ہو	ہو گیا ناراض چرخ فتنہ	دری حکیمت ایذا ہو گیا	بی تامل آ کیا دست جفا
یہ یہ سفاک ظالم سنگدل	رکھتا ہی ہر اہل دکان	خوشدلی اسکو پسند آئی	رحمت اسکو طلاقا ہوا

مثل گل اگر کوئی همنسا راست ن کی گدش چرخ برین رهتا چ پشیمانی گهات مین اس نفس مین قید هر جاندار تو جی نیا مین بهجا می سرور کیو که آخو کوکاو س شایان نیج و صفت کینج که هفتاد سال طالب حق بودی ای نیکو سیر صحب حق بودی مین حبیب الفتین در جی ن کی لیلین کب عام کی حق مین سبشی مین سنگ ابراهیم ده غیبی نده یون لگا کنی که ای به جهان کجوری کیو که نهوا انسان گرچه اس سی هو خطا و گمراهی تو بی غفار الذنوب عاصیان همی طغیان و فتنه سهرشی مجهین جی جلالی جی حجاب جو گری بند کواکب سی جدا تو ز تاجی تو جو تجانی سدا چو کر تجا و طافوت دیر پهله انکو تو کر مبهار کر نفس تنگ گری تر است مین خیال آپو بهجا می تو سب است دیکه تا جی غیبی مین جو تو	سود بلا و خین و تیا می همنسا ای مریحان خیالی از کشت مین تا نهو فرحت سی نرا مین محبس اندر دبان دانه مغزن غم می می شایان نی حال و سکا تر جی کجاول جکه ابراهیم فرخنده خصال کفری هر غیر بر کفنی نظر جمع این نون کو تو کجانه کر نه عاشق بودی غیر و طلب خاص که نسبت کفر و نون اپنی اس قصیر سی نام بود ره خای عاجزان و گمراهان هی کر کجا دی نسیان جرم فعل نامر او گمراهی تو بی تار الیوب عاصیان تجسس بنده پروری تو می شاید مقصود پر مثل نقاب هی بی بت بلکه به نسیان تیری اندر بت این نسیان اپنی کر باطن کی تو کجانه پهر کشت دیر بر کجی نظر بت پستی مین بی توفیق تو حقیقت مین بی توفیق هی بی تیر احلس مین جو تو	ایک م کی بود اگر خندیدگی چشم انجم سی سدا به خیر نوشن مین مین می مین جایی ندن می نه می راه گیر تو جی جی جی هر شمی می غیر تو اوسی پهل می مین جی ملکی پشی سی نرا شادان بود منه می کر ناه عوی صغیر عشق صادق می می سوزی عاصیو کو جو که مین جی صغیر ابتلا مین مین اخاصان حق عزیز تقصیر که مین زبان بنده لاکون می تصور مین ماوه انسان کجانیان تجسس زیبا جی خطا و گمراهی تو بی غفار و کجانه و گمراهی عفو کر یارب به بندگی خطا در میان سی و سکو جی عاصیان غیر جی کی بو تیری جی سیر بت پستی مین بی غیر و کجی نظر اپنی تجا نه کو پهل تو تو تو ز تاجی کر کجانیان مر کال آپو بهجا می تو خواب غفلت مین بی توفیق وه تو بی آینه صاف مین جی	عمر هر دیتا می به نسیان هر بشیر پانی کجانی نظر قند لذت مین می مین غم کجه نه عشرت کانه جی خیر بک نیت می می جی جی تا بلای ناگهانی سی سیر غیب سی مین و مین و سکو نده غیر کو پیر مین می مین جی و لکوا جی اک صغیر سی تو لگا خاص که حق مین می مین سیج مین سدا پافا صان حق بادل مین جی جی جی بنده بنده می بندگی نرا اوس مین مین عاصیان جی جی جی جی جی بنده پر و مالک عاصیان اور به سده جو عاصیان قلب مین تادوسری کی جی می می جی جی جی می توفیق مین غافل جی کی جی جی جی جی تو ز تاجی جی جی جی به جی جی جی جی گر جی جی جی جی عکس تیر اوس مین جی
--	---	--	--

بیکمان باطن کی تیری تیرگی جیکہ ابراہیم نے با انتخاب زنگیے سی ہو ابیٹی کی فق اسطرح کا کچھ اوتھا سینے میں بشکشف سب ہو گئی سراب لاکھ جی ہوں یہ مرنے پند الغرض غرق بحر بخودی لاش اسکی چھوڑ کر با جد نیاز مر جا ای سبہ زنجیر عشق زندہ جاویدی مقتول عشق گر نہ تو عشق حق سیل فگار الغرض ہر اہیان بادشاہ حبیبی ارکان لشکر کو خبر نوحہ و شیون میں تھا ہر اک شہر کر کی بھی خزع و فرغ ہویا حسن رت اور سیرت دیکھ کر تھی لی مجھ پر سب تقدیر سے اسکی آگے عقل کو یار نہیں اسکی آگے اثر دہاوشیر نہ ز غرغ دندان موت جان گزا ہی مرض کیا سبب مجھ سی ٹلا تو جی سہم کر تابی قیاس ہی ہر اک خبر پر جو تیری سچ و سچ کر رہی موت تجھ پر نہ تیر آخر میں حال میں ہر اک شہر	آئینہ میں غم کی ظاہر ہوئی کی جناب حق تعالیٰ میں عا دم کی دم میں ہو گیا وہ جان آہ بہر کہ ہو گیا وہ دم میں قلب طاری ہوئی لواریا جسکے جانب سے ملی وہ خدا ماہی یابی ستر تندی حاکمی مسجد میں لگی پر پی نما مر جا ای کشتہ شمشیر عشق ہی قبول دہان مقتول عشق کب غم بٹھی کو کرنا سنگسار دیکھ کر اس حال میں و سکوتا نظم شکر ہو گیا زیر و زبر خاک بر سر جاہد چاک چشم تر پادشہ کو دفن آخر کر دیا وہ جوانی اور وہ اوکا کرد عاجز و بیدست پائندہ کارگر تدبیر کچھ اصلا نہیں موری سود جی اپنی نور تر ہی مرض جسموں کی ای مر خدا مرگ کی دہشت میں نہ لڑا موت کی دہشت میں نہ لڑا اوسکی دہشت میں نہ لڑا تو ابھی غفلت میں تھی غفلت خیر غم میں شکر کی رہا نہ تیر	اپنی باطن کو ڈرا تو خدا کر منہ ہی نکلا اسکے ہر تیر مرغ بھول کھیلے لوٹ کر اسی صحبت میں لیکن باپ دم میں جسکی ہو گئی اوسپر نور ایسی مرنی کا ہو سکے در و در سوز و لسی شہ کی باور درو مر گیا بیٹی کی غم دل میں فکر عشق نی کی جسکی لگی لگی گر نہ دیر عشق طغیانی کرے گر نہ سیدہ عشق ہی ہو شہر پہر گئی باور و چشم خوشکان ناگمان اک حشر سا بر پا ہوا بادل پر درو آہ جان گزا اسطرح مر گیا اوسکی ماہورا تھا ہر اک کی دلچہ غم ہی تھا موت شہ ہی نہیں جیسا عیلا شاہ بہت اقلیم اوسکین تھی فریدون جم و افراسیاب جسکی ہمیت ہی ہر ہر خور غبار جو مرض سمجھا ہی تو سنتا ہی آواز پائی موت کی جیہٹ ہی ہوئی جادو کو خبر ہو شانی نیکی نہیں تھکوا قبر پر اوسکی ہزاروں دونا	تجھ کو سب سے چھٹا آئین نظر سکھتے تھے تقدیر کی پرانی مر گیا فرزند و لہب بندہ دم کی دم میں ہو گیا کمال طاہر صفت سالک سی کب کوشہ ہو ہم صبر ستی جیل صبر آیت انا الیہ راجعون با فراغ دل ہوئی غول و کر وہ زن و فرزند ہی غافل باپ کب بیٹی کی غم بانی کر کب شہر سی تھر گئی فرزند جاکی لشکر میں کیا اوسکو مینا خیمہ و خگاہ میں اک غل مچا پاس شہزادی کی لاش لکھا دیکھ کر ہر اک بشر حیران تھا سبح و ایدوالم بے انتہا یہ مرض ہی بی دوا و لاعلاج موت ہی دونوں برابر فنا بھر مواج حوادث کی جناب چشم گریان سینہ بریاں ہی دم سوزان مرگ کی کھو تیرا ہر جزو ای مرد کی تو بشہر ہو کر ہو غافل ہی ہووی تو کب نہ لکھ کو رکھا جامہ چاک خاک بر سر نذران
--	--	---	---

<p>بعد از سکس انجی انجی گهر گهی گهر گهی حبیبی که مرگنی خبر سلطنت کی ترک می تپی سوا حال جو پو مای بی آب کا کثرت گریه بی خلقت کی دل غم یونج سکه تها جو هر که سینه کر گری می غم سی هر فرخنده رنگ نارنجی و چرخ چرخ بی تها بی عیش دنیا بی بهت کیونکه هر شی کی طاب معنوی بی کین کر بیج صیا و فلک و کی چندی تها که آرام قرار اسطر کا جیب و نمس گهات بین کیونکه نامعلوم می وقت جیل خنجر لاجول می کر مبدع بی سبک و کی منزل سهل تر ده و نشاه سر ملک بهت زنده اقران و حید روزگار با کمالی چرخ زاری و نیسان آپه کو چو اسطرچ که دی نشا خون ل می پنی کر پهل خنجر جو عبادت نفس و دوتی بیاق تا که نه ایمان بالحبیب و بشر قلب بین جکی در ابر و چشم جو که سحر بین شهادت و توکو</p>	<p>با دل پر درد و چشم تر گئی این جانسی کوچ کر نیکی خبر ہو گیا اون بکسید سپر حادثا تها و اون کی آل او صواب جو گیا اک چشمه آنسو کا و اون ارغوانی تها سمن ایریدنا شعله ای سنبستان پال ماتم غم سی پو انیلو غرس اس می ل هرگز نه اپنا تو لگا سستند اس چرخ می می گیتا تها بی تهری تنگ یه کر گیا خوش تر اشکار حیثیت می غافل و تو تو در هو مباد از نزل المین غفل اس سنگ پاک کی سر کو قلم بی گران بار و کا شکل تر سفر محرم راز جناب کسب یا عمده دوران محب کر و کا با کمالی فوق شوق جاگدا تو هو حه مقبول درگاه خدا سر کی کف پر گنبد کی مانند تو ده جواد و جنگ می لافاف جانکی دینی بین شوشل جیکی بی بین کتب تنگ نعمت و رحمت غنیمت تو کو</p>	<p>ساکنان که در باب بلخ آنکو و او یلا کا ایسا غل مچا تها جو در ترک شاهی پدر و یکجی جکسو سو تها اندوه گوری چنی چاند می غل جو تاری تھی سر کو هر که سنگ و رده سینه نشاد سے کار دنیا می فقط خوار و خیال گردنک وون گردان کا اثر کهنه چتی می جو که گردش طباب تو تو صید عاجز و دل خسته کر کی تها کو خوب به او بین تو جی که آما ده اپنا زار و راه بی عذر و دین شیطانی رحیم کر یا شکت بد کنی مثل خار انفرق تار بیت پنجا سال مقتدا می ناهیدان کالین یعنی ابراهیم تاج اولیا یاد حق بین کر که عمر انجی قطع راه عشق اگر آسان اقرار و خویش کا کر مصلح حق تعالی سنه برای امتحان قلب بین شوشل کایان موت کو بھی این دنده شیر یہ عبادت و دینی موتی می ادا</p>	<p>او کی ماه عید کی آونجی سلخ ہو گیا اک حشر کاساز زلا فوق اوس می تھی هوام کی سپر صبح صادق کی طر حسی طاب غم کی سیلی سی ده نیلی ہوئی او طمانجی عارض گل رنگ پر بیوه و ایتام کی فریاد سے تو غم و شادی به او کی فاکدا د مبدع هر چه بین بی کارگر بی می هر هر شکر کو بیج و کا بان پر شکسته و کجبه کمال کاتیری کر گیا کوشین پاس که انقاس کا با اقتباه دشمن مورو و بی و دیو لیم رهروی بین تها نو کر و کا با خانه کعبه بین با جاد جلال پیشوا می اولیای صلیین مرشد برحق امام صفیا ہو گیا قربان او سکس نیم بازید وقت هر انسان عشق کے میدان میں جکی یہ عبادت حق کی ہی گیا جا کھا دینا او سی آسان کب جواد و جنگ میون و ن جان صیال پنا ده کر بی این</p>
--	---	---	--

ہوتا ہے جس طرح تیرا خیال اس عبارت میں بھی جو فوجی تر جنگ کفار و غزوات کشت و خون ہی مبارز جنگ کا ظاہر عیان یہ مخالف ہی ملی ہی کشین ہی جہاد ظاہر ہیں ایک موت گر وہ چاہی آب شیرین لطیف بستر سجاٹ چاہے اگر چاہی اسکو اگر جام شراب یہ تو مار خفته و مسرود ہے ہو اگر سامان اسکا درست مستعد ہو کر تو اس فرعون کو جس قدر کرتا ہی تو کارزبون تجسس میں کتا ہوں ای فرخندہ طبع پر تیری نہ آوی کچھ لال جب ہوا نفس کشی خیال شیخ ابراہیم تاج اولیا جب چلے دریا میں بالائی جہاز حاکم دوران و مرداندار دست بستہ خادمان مامور ایک شب قتل محل میں ہاں تازہ تازہ نقل کر تھی تھی بیان عجب کہ اپنی سمجھتا ہی بشر ایں دایہ نظر بندی ہی کیا قلب ادنی ہوئی ہر خدا	اوس قدر ہوتا ہی نہ جلال وہ جہاد نفس ہی ای بی خبر ہی اگر چہ عینا ورت ہی دن ہی حریف اسکا ولفین نہان وہ مخالف ہی یہ کچھ تھین ہی جہاد نفس میں ہر خطہ تو دی بجای آتے تھے تلخ و شیف رکھ تو سنگ و خشت سکی زیر چاہی شربت ہی ہی ہر پہا بی مسر سامان پر شجر مردہ ایں سہ ہوں شد او اور ورت بھر قلزم میں باغیت ڈبو موسیٰ عمران ہو جانا سخن یہ علامت نفس کے نیک ہی اور برائی کا نہ ہر گز خیال کتبائی پر تیرا جہاد ہی خیال بیان نفس کشی حضرت ابراہیم کا قدس سرہ سمت پیشاپور ہی ہوئی جہا نائب سلطان بیت مالدار اور رفیقان لطیف بزرگو کر ہی تھی نقل بنائی ہاں جو ہر پہی کر ہی عین اپنی کہ تھی ہی ستر پانہر جو بری چیزوں کو سمجھی ہوا ہی بھر اور سم پر پروا پرا	جیسا جیسا کہ مری مری ہوا ہی جہاد خور و غبات الفخام لیک جنگ نفس ہی ہی سہا یہ مخالف جانتا ہی کھر کال قتل جنسی نفس کا فر کو کیا کام جو کہ نفس کے برعکس ہو نفس کے خواہش کے تو کر بیلا گر یہ چاہی حلہ ہی زرنگا مگر پر رکھ نفس کے ہر خطہ موسیٰ افلاس ہی ہی نامراد موسیٰ فرعون ہیں چین غما ہم ہی کہ موسیٰ عمران کی تو گر کری تو نفس کے خواہش کا گر کری کوئی خلاف طبع کام جو زیادہ تر بھی تکلیف دہ اسیہ کہتا ہوں کہ ایک نقل انفاقا اوس میں تھا کوئی ابر تھی ہاں موجود سست کان رات دن و سجا بتان شرح و یادہ کوئی تھی ہاں شعی دن جیسے کہ اپنی سمجھی تھی ہنر جیسے کہ اپنی اگر جانے برا دہ میں مرض ہوا کی جو اپنی اس مرض میں ہو گیا جو بتلا	ہو دی رہی دس قدر و فہم ہی جہاد نفس اکبر و اسلام کیونکہ ہی اسکا حریف اندر چہا دشمن واقع ہی ہر چہا ہاں در جہاد اسکو سوشہ و کمال ہی دی ہر خطہ مرگ اس تو ہی جہاد باطنی یہ اور مصفا کر پلاس کہ نہ ہی اسکو فکا رکھ قدم ہر گز نہ اسکی پور ور نہ یہ فرعون کا ہوا ستاد دیکہ نفس روح کو انج جان پیر ہی کر جان ہی ان کی تو جان لی فرعون کا ہی تو غلام یا شہتہ تکلیف ہو اس شام تو نکوئی ساتھ اسکی بھی کر تا کہ وہی اس ہی شاید جھگڑ عابد و زاهد امام منصب صاحب شہادت میر ملک گیر اور مہیا پاس سب سامان شیش رہی تھی مصروف ہر گز گنگ مہنگا اور ہر گز کہنی ہی فرو علم ہی اس میں بد کو فوق تو عذاب حق میں کب ہو تلا نہ ہر قاتل کو سمجھی ہیں تہ گر یہ وزاری ہی ہاں کوئی دوا
--	--	--	---

جیسا جیسا کہ مری مری ہوا
ہی جہاد نفس اکبر و اسلام
کیونکہ ہی اسکا حریف اندر چہا
دشمن واقع ہی ہر چہا ہاں
در جہاد اسکو سوشہ و کمال
ہی دی ہر خطہ مرگ اس تو
ہی جہاد باطنی یہ اور مصفا
کر پلاس کہ نہ ہی اسکو فکا
رکھ قدم ہر گز نہ اسکی پور
ور نہ یہ فرعون کا ہوا ستاد
دیکہ نفس روح کو انج جان
پیر ہی کر جان ہی ان کی تو
جان لی فرعون کا ہی تو غلام
یا شہتہ تکلیف ہو اس شام
تو نکوئی ساتھ اسکی بھی کر
تا کہ وہی اس ہی شاید جھگڑ
عابد و زاهد امام منصب
صاحب شہادت میر ملک گیر
اور مہیا پاس سب سامان شیش
رہی تھی مصروف ہر گز گنگ
مہنگا اور ہر گز کہنی ہی فرو
علم ہی اس میں بد کو فوق
تو عذاب حق میں کب ہو تلا
نہ ہر قاتل کو سمجھی ہیں تہ
گر یہ وزاری ہی ہاں کوئی دوا

جان دل می که او می کشد	نور غیبی تا کنی لیل طلوع	مرض نقالون نی کی ایسا کوئی	ہوا اگر اس وقت مرد حبیبی
ہر ہمارے نقل تری جبکہ تم	اوسکو جو چاہی میں ہم و شتم	اپنی کہنی کاٹنا نہ وہ برا	تو محبت سو وقت میں ہو مضحکا
طاعت دین اقلو کا اپنی خود	آپکو بھی رہبت دی پسند	سے کسے سے میری فی کما	ہو دی جو کشتی میں مرد بیوا
سنگست و بندل بدستہ جا	منفلس و شرمزدہ خاطر ایجا	اپنی آگے تو اوسے لاکر تھا	زرا و سی بھی کچھ کر نیکی ہم عطا
بدلی اس کلیمت کی مینار و	دیگی خوش کردو گا اوسکو غلط	الغرض کشتی میں براہیم تھا	منفلس و محتاج مسکین گدا
باتن عریان محتاج و تباہ	بارن بریان اشک آہ آہ	لائی محفل میں بصد جو پر عظیم	زور سی وس مردی کو وہ لیم
مرد حق میں بغلسی میں بادشاہ	حکمران ملک بی فوج و سپاہ	پا بر ہند اور فلک بر قدم	مشتی خلق بی دم و دم
سنگستی میں غنایاں بہت	منفلسی میں صاحب دودھ و سنا	بی زور بی زور سلطان است	بی شراب جام کی منجور است
خالی ہاتھوں در جہان دین	البت دوران ہمیشہ زیرین	بی زور بی سیم دارا جان	بی زور بی اصل سلطان تان
بی زور بی سیم صراف عظیم	مالک زار نہ دوسری تھیم	خلق ہی خفاش و شمس الفضا	ہو اسی معلوم اوسکا حال کیا
دراں کو رو بہ راندہ حیا	حال کیا جانے وہ کی نوکا	اہل دنیا کی ہی ظاہر سب	راز سی باطن کی وہ ہیں کوکر
مرد و منفس جان ہی جھوٹا	شیر شرنہ ہی عباد در لیت	ہی نظر بندی نہ کی تو اگر	اور ہو خورشید تابانی ہی
نور سی و سکی ہی شش و جان	نیم شب بیدار اوسکو کر تابی مان	کوری ظاہر سی مرد خدا	سیکڑوں رچی ہی یہ کو بی جا
اپنی اس کو رکھا جلد ہی علاج	خانہ دل میں روشن کر سراج	تا نظر آوین بھی مردان دنیا	اور کمانی دین تجھی اہل حقین
آخر شل وں متندانی عصر کو	پیشہ اور بنی غامی عصر کو	لاکے محفل میں یا باری تھا	اور کیا نقالون کا جاری سلسلہ
ہو ناخارین نقل سی لاسب	ماژنا اہل اند کو بی ادب	کوئی سر پر ہو کر کی گفتار	اپنی کج فہمی سے اونکو مارتا
کیا نہ تھا و خلق احمدی	ماچی و دیامی شرمسردی	تہا زبیں بھی ظاہر سی فنا	محو مطلق ذات میں زید کی تھا
کچھ نہ تھا اسبات کی اوسکو خبر	اور نہ اونکی فعل بد پر کچھ نظر	یہ تو اپنی شغل میں بھی مثلاً	اور وہ اپنی کام میں مصروف تھا
بیش زرات ہی شخول کار	نکست بد کو مانتا ہی کر دگار	شغل میں اپنی زبیں مصروف تھا	کچھ نہ سمجھا وہ کہہ کر تری ہیں کیا
دروغی چو کی کہ سمجھی میں جہ	کڑب حد تک چھا ہوئی میں	ہیں بھولے اہل اللہ	مدا کرتی ہیں سب سے جی وصول
جہنم یاد و مدنی سے بھول گیا	غیب سے آئی یہ بات کو ندا	امی سر شوریدہ سودا	دلی ل مجروح خنجر باغی عشق
نہ نصیب مینہ خوردہ	راحت لذت نہ بھارت بڑا	ذی ہر گاہ تفنگ بلا	دست و پاشکستہ سنگ جہا
محنت یہ ناکان میں بی آوا	لائی گردن نی ہیں کی سب	تیری مرضی تو ہوں مایوس	تو کہی تو خاک کردی سکوت
ہو چکا ہی ظلم و ستم ہوا	کردار تو بھی بعد کو اپنی دا	جو ستغراق سی سر کو کمال	تاکہ ہو معلوم اونکو اپنا حال
کس سے کرتی ہیں گستاخی ذرا	تو بھی تھا اونکو تماشا کچھ دکھا	کینچ کر مینی ہی اپنی کیا	بولا ابراہیم ایم میری لہ

کچھ نہیں اسل میں کی خلا راہ صبر گزرا بصر کی جاہ ہو وہ ہیں جسم و عصبان بری اگر انہیں چشم بصیرت کو عطا سحر میں فان کی کو انکو غرق غفو کر کے انکا نیاں د کچھ نہیں جس سے تیرے بعد کر کے لاشقی جلیسو نظر ای خدا کی کارزاری نیاز شجستہ سہر سبستان جان رکھ کے ابراہیم سچے ہیں رحمت حق کیا اور نیر دل ہو گیا ہر کی لی بے بدل دیکھا اسکے نور پرست یہ جہا اب جہانی اگر ہو ایک سو میں نور شہید حقیقی بر ملا تو ذرا اس جسم کو چربی اگلا نشنو میں لوی منوی یعنی کہ اس چشم کو اپنی پرہ حرف غیریت اگر ہی دینا ہی حقیقت گو کہ ہر شے کی جدا مرثسم تخمیل میں ہو جو کوئی جو بشر اس وقت دس غفلت خواب غفلت سے بیدار وہ رکھ کے ہر قدم نور پر ابراہیم	کر تا اگر انکو بصیرت تو عطا جو نرو کے اسکو وہ گراؤ ہو کچھ نہیں میں خطا او کی زری تا کہ سمجھ میں انبا یہ خطا بہج انہیں شرق حمت کی بر راہ باطن کا انہیں رہتا ہم جلیسو نکو کری میری کچھ وہی کیوں کی ای خدا مرد میںا کو ہی لازم دی تا کیونکہ غفلت سے ہیں لوگ اس فصل بد پر کہ نام آپ ہوں قلب انکا مشرق انوار ہو مصدر انوار ہو ہر اک کا دل ہم نشین میری اگر ہو بین مشا جات	جوش میں آج ہو دیر رحم کا چشم گو شوق عقل جس ذکا کہ کی جیرو عدد و حد و شنا منکشف ہے ہر اس عجب دیکھا ابراہیم کا بھی غر و جا چہرے تھا ابراہیم کو آفتاب جب تک اس سپر ہی یہ پردہ آہ میں اس جسم کی اہست مرد بن کر جسم کو پال کر لست بند چشم بند گوشت مند جسم جان نون کو تو فرما کر ہوں عدد گرچہ فرو تر اگلا ہو دی و حد تر اسع و ہر خاق شہکو گو کہی جھوٹ کیا میں جس طرح میں عطا عذر خواہی جین بد و عجز و کر جہاری ماتہ دونوں قلم	فعل سے آپ کرتے ہزار ورنہ گویا اسکا خون سنی کیا جہاں نارا زنی سے قلوب اس جہاں کے اپنی وہ عالم آپ ہوں جو عیان ہی محرم سلا ہو منظر اسرار ہو ہر اک کا دل ہی یہ میر نقص کی حجت ہی انکو تو ابدال و اخطاب کر گہر حد سالہ ہو فخر اولیا ہی خدا یا سبقتی عطا در دل سے حق میں کی انکی جلو کر ہر فریسی انوار عجب عرش سے تا فرشتہ جس دم کی اب نظر کے لگا وہ در حجاب وہم و شک میں تو رہ گیا تھا نور حق تابان بنی آفتاب تا بھی وہ نور پاک آدمی نظر گر نہ بینی نور حق برین نذر اسکے دین امان کر صلو احد کی ہی ای شہار غیر اسکے اور کچھ آدمی نظر لیکھ سمجھی کا جو منتوں وہ ہی حال اکدم میں گیا پر ہو ہر وقت اہل حجاز تا کہ اس تقصیر ہی ان کا نام
--	--	--	---

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰

<p>دہ ہوا ہی فعل ہے نہ بکا جان تن پہنی کیا بھڑپا ہم زہن تیرہ ہوا آفتاب جان جانک جان بھڑپا ہم کو مصروف سستی کی فرق معنی ہی ہوا کوئی ہی بسان جلقہ تو سر پر تو رہی درنی من مانی رہی سیکڑوں پرہیز میں نہ رہا شمع پر ہی شمع اوان جو کوی یوں نفس کش کو تباہ نفس کش جب اس طرح کشت کیا تھا وہ مہر میں عرفان سیکڑوں ان قطار زبان لفظ حق کی رہ گیا بامراد رد و اور چہ شہدہ بھی جوری</p>	<p>جس سے ہم کہن نہ کوں نہ وی ہم چہ کہ کہ تو چاہی ہم کہان کو کشتہ ہی آفتاب تو ہی اور ہم کشتہ ہی آفتاب معنی کو معنی شہدہ ہی جدا اور ہوا کوئی ابو جہل شفی دلبر حجابہ نشین بھی نہ رہا تن ہی حیرانہ تنہا ہی رہا جلوہ فرما ہوا رہا ہے بڑا شک پر و انوکھا ہوا بھی رہا ہو رہی تو جان میں شہادہ وہی نہ فرما کہ نہ رہا معدد انوار فیض نہ رہا اولیاء عابدان زادان سلسلہ انوکھا الی یوم القنا جب غروب میں اپنی کھاو</p>	<p>ان خطاسی ہم میں شکیلی ہم سر اسرار تو باغ جانا کیا جان کیا جان شہدہ ہم شہدہ شہدہ شہدہ صورت ظاہر میں ہر کہی رہا ہو نہ جتنا کہ معنی میں شہدہ سر پہنی ہی نہیں تو تھا ہو نہ جتنا کہ حیرت میں حب ہی پر و اور تو رہا صبح کو شہدہ شہدہ آفتاب الغرض نہ نظر آیات حق جو ہوا محبت میں ذکی آفتاب اور نہ جو کہ فیض باطن ہوا سلسلہ میں شہدہ شہدہ ایک سو اک شہدہ شہدہ او کہ شہدہ شہدہ ہی ناخدا</p>	<p>قابل گردن فی و کشتہ ہم خضر و خاشاک تو گل سگان جکو تیری سامنی ہو مر ور نہ کیوں ہم شہدہ ہو مر لذت معنی ہی سب میں تر تو نہیں باطن کا مطلق ال ہی یہ خود بینی تیری جھکاو کشتہ و حیرت کا بھگدو ایتھا شمس جب چمکا کھاتا رہی پہننا والہ اعلم بالصواب لیکھا اس میں سب پر حق تھا اگر ذرہ ہو اوہ آفتاب ہی وہ لکھنے اور پڑھنے سے ہر زمانی میں غرض ہوتی رہا ایک سو سال تک نہ رہا ذوق و شوق و زہد عرفان</p>
---	---	---	--

لب لباب اس داستان کا افسانہ و تعلق مغیور اپنی نفس پر منطبق کر لین

<p>نظم میں کی ہی جو یہ داستان صورت ظاہر افسانہ تو تھا نہ ہی غلط فہم کی صورت نہ پہلے پہل کی ہی میں لیل کہ تامل سے نظر ہی نہ رہا پہلے وہ حق سبحانہ شہدہ لذت و نعمانی نہ رہی فی</p>	<p>ہی غرض کہ اور اس میں پہلے پہل کی ہی میں لیل لذت معنی ہی جو میں در تر تو غرض نہ رہی میں شہدہ تو ہی اور ہم تو ہی شہدہ اور ہم میں شہدہ شہدہ ہی غرض کہ اور اس میں</p>	<p>یہ کہ افسانہ نہیں ہی کہ نہ یہ تو کیا ہی نہ رہا ہی وہان شہدہ شہدہ تو جتنا کہ تاجی افسانہ شہدہ ہی تر افسانہ شہدہ شہدہ طاہر دنیا ہی اور ہم ہی حالت و معلول میں شہدہ</p>	<p>گوٹھ ل کی کھول نو اور غور کر کہ در اور یافت ہی کا دیتھا اسکی طہ منی سے اور ہی بہتر بات ہی شہدہ شہدہ کہ نہ ابراہیم داود ہم شہدہ و غرض نہ یہ شہدہ شہدہ ہوئی ہی شہدہ شہدہ</p>
--	--	---	---

بی میان خیر کی معنی مجاز
 زندگی و مرگ خیر ای ولی
 نیک و بد صفت اگر سبک کنی
 راه حق کو جان بجز بیکان
 مرد تا بر می ده مرشدانی
 هیچ شرعی بر تو چه حاصل هوا
 نکشیدن تا که اسیر زنا
 چای لیکن نه بجهای غی
 مرد عاقل کو تو اگر نکشیدی
 جسطرح شمشیر ملاکی گدا
 ایدان سوار عصه بین هوا
 تو هر دو تا آج یکتایی زمان
 ده معلم می ترانفس لیم
 عقل کا کذا اگر تو مانست
 عقل تیری می اگر مغلوب
 کار دنیا دی بین بین بیل
 عقل هونی تحکو تو کیون قی
 بعد شمس که یہ موبکار لگان
 خرو کو لیکر ساتھ شکو ده گدا
 آدمی اسکو نبا کتا می نستا
 طبع تیری مثل خیر کی ای
 شما معلم بسکه دانا و ظریف
 بی لیکن سخت پیشت کا کاک
 تیری خاطر مچی معنی کی دل
 نفس و شیطان از راه و غا

یعنی ملوک حسد آبی نیا
 بی مراد اوست غنا آوری
 ابرار سبک جو کہ بند یکو ملا
 حضری پیغمبر لڑکان
 جس سے پینا ہوئی باغ و
 مثل منکو حقی بھگو ریا
 صورت فسانہ ہو باغ
 کچھ سمجھنے کے لیے پیش
 بین کردن کیا تو اگر تیری
 حکایت معلم ظریف و خرفروش ابلہ کی
 لڑکی کو کتب بین کنی
 عاقل و دانا و مرشدان
 جسکو تو سمجھا سکی کا حکیم
 نفس کے کئے کو ہر زہ خا
 تو مثال خرفروشی کو نفس
 ہون ہی یہ خرفروشن جیلا
 نفس کے ملا سے تو کھاتا غا
 دشمن جانی کر سکتا خوش
 پاس دس مرد معلم کی گیا
 علم کی تعلیم کر بھر جند
 حب دنیا کی بی لعل میں
 کامل عیار و طرار و
 دین س میں ہو گا سکا
 لازم ای جان پر کی می
 میتی ہن اندر حق تیرا

عشق پرانی سکی ہی ہر گدا
 مرگ و خیر زندگی ہی مقصود کی
 وہ عمل تیری فرزند شیدا
 ہر عقائد اور ایمان وہ گدا
 عالم فانی ہر راہ طیب
 اس طرح اسکی معانی کو سمجھ
 ہی خرفروشی بہت کا مطالعہ
 تو ہی چوٹ تر شیدہ اگر
 بین کس کو بھی بنا تا ہوں
 کدہ خور اگر میں تیری جا
 اتنی محنت پر مری کی مد
 اوسکے کئے کا تو کرتا ہی
 عقل کو تو ہی کیا ہی خود زب
 سنتا تھا اسکا کہ خرفرو
 دین پر سمجھا ہی جو دنیا کو تو
 ولین سمجھا وہ ندین تیری
 اس سے بہتری کہ کر کی خرچ
 رکھے سودنیا اوسکے پاؤں پر
 تا بھی حشر ہو مرا جی
 نفس سے تو جانتا ہی رہتا
 ہنس کے بولا اوس ای سر
 چھڑو دی نیکی حب کا با
 نقد تیرا ہی فلاطون من
 اس طرح کرتی ہن تیری خط

مثل و ہم سینہ جان زار زار
 زیست و سکی ہی تیری دگر
 بی ابراہیم عفت و با نیرید
 ماہ اور خورشید خشنود تر
 جنسی نیا کو ہوئی نصیب
 مغرور سردار زمان کی کو مجھ
 ظاہر ہی باطنی مقصود کا
 تو یہ میری جاگتی ہی دگر
 تو اگر سمجھے کہ میں ہوں کیا
 بن کی آدم غمہر کا قاضی ہوا
 محنت تعلیم کرتا ہی نستا
 تو رہا دیسای چوٹ تراش
 جو کہی کرتا ہی تو ای نا زین
 کر رہا ہی پیروی نفس میں
 سادہ لوح و بیوقوف و ذوق
 عقل اوسکی اوسکی گرد کا ہی
 یہ خدا جو دیا ہی مال و زر
 آدمی بوالی ملا ہی حشر
 اور کو مانی ملک میں پیر خیر
 بعد میر کا لک مال و زر
 خرمین کو ہی ہی نساکی
 گو کہ میں کھتا ہوں ہی
 انصرام اوسکا ہوتا ہی
 ہر تیری عمان افعال حسن
 جس ہوں ہی تیری خط

زیر کون کے واسطے نام نہا	احمقوں کو جو شبیہ انسان	انسانوں کے واسطے نام نہا	مالداروں کی لیے سکین خوار
آدمی کے واسطے ہی اصل زر	کھنڈ کے واسطے ہیں شیر	اوسکو اوسکے ساتھ ہی	اوسکے اسکے ساتھ ہی پستی
جسکو سب جانتا ہے بڑا	منفعت ہیں وہ چھوٹے	گر تو دیکھی غور سے	منفعت کوئی شے خالی نہیں
خالی حکمت ہی نہیں حکم	تیری کج فہمی ہی میری	اسکے کوتاہوں سے	تاکر آدمی اس سے شاید بھول

حکایت کی کہ گرم سچا سست کی پیشین گوئی بقاء دے چھا اور اللہ تعالیٰ اوسکو مستزید کیا

تو کبھی اس طبیب خبر نہ	حاذق و دانا حکیم محمد	جاننا تھا خوش اہل طب	ماہر و دانا ہی وقت کا طب
اتفاقاً ایک دن مہر زور	پانچانی میں گیا وہ بی شو	دیکھ کر گرم سچا سست کو حکیم	دلیلیں نہ کہنے لگا رب کو کم
لغو کیوں تونی اسی پیدا کیا	کچھ نہیں خلقت ہی اسکی فائدہ	نی دوا اور ہی غلام کام	منفعت میں یہ بلا میں مبتلا
دلیں بھر رہی تھی شہر کی	منفعت اسکی نہ کچھ ظاہری	کی کتابوں میں کئی ان تجو	فائدہ دیکھنا نہ اوسکا ایک مو
ہو جو نامعلوم شے کا فائدہ	نسبت اپنی جہل کرانی	نفع ہر موجود میں ہر شمار	جانتا ہی اوسکو علم کر دگا
جانی ہر شے کا وہی نفع و ضرر	تو ہی اسکی فائدہ سے خبر	جو کشتہ بہر ہی ہر شمار	ہیں ہزاروں کا کوڑا میں گنا
موت جو ہر چیز میں ہی تلخ تر	فائدہ ہیں اسکی اندر بیشتر	بعد میں وہ ہوں شکا	جس طرح ہوتی ہے نصف النہار
حکمت سے تعالیٰ یوں ہونی	ہو گئی بیماری اوسکو آنکھ کی	اور تار و زون لکھو میں بال	ہو گیا اندام وہ مرد بول
فعلی حق کری جو کج نظر	ہی وہ اندام بلکہ اند ہی تر	کی بہت اوس شخص نے اپنی دوا	پر ہوا ہرگز نہ ظاہر شہادت
فصد سہل اور تدبیر میں تمام	کر کی آخر تک وہ مرفاع	موجہ تاثیر و علت ہی خدا	جب غضب اسکا ہو کیوں کر شفا
سست تدبیر ظاہر ہی ہے	قدرت اللہ ہی ہیں کارگر	تو تو کل کی مرض کی کردوا	پر وہ ظاہر ہو کر ہی فضا
ہی دوا کا حکم بھی اسی واسطے	صنعت حق تاکہ ظاہر ہو	ورنہ کیا تدبیر کیسی ہے دوا	قبضہ قدرت میں اسکی ہی شفا
بنکی جان تو وہ ہیں جا پڑ ہیں	جس طرح کتا ہی رہا دلیں	کر تو کل پر دوا ہر مرض	تاکہ ہو طبل نہ حکمت کی مرض
چاہیے بھگوان کچھ رو دیا	مرضی مولای اہل اول	کی بہت ہی تھی طبیب فضا	قدرت حق ہی ہو اور در دما
مرد کمال غریب و مینوا	جاننا تھا خوب لکھو کی دوا	دیکھ کر اندھی کو وہ بولا اگر	مے مجھے تو پانسو دینار زر
تو کہہ دیں میں تیری کو کیا علاج	جس سے باکل جا بیدار	پانسو دینار لیکر ایک دوا	اوسنی دی خوکو آنکھوں میں لگا
رو گھڑی تو بقیہ رہی ہی	بعد اسکے جب کئی وہ بیکلی	انکھیں روشن ہو گئیں شمع چراغ	دل ہوا فرحت اوسکا بے باغ
حال اچھل سنی تھی اوی اصر	ہو گئی دم میں زیادہ تیز تر	سب سے شکر خدا کے سبب	دل ہی وہ لایا بجا با صد نیاز
بیکر دانا تھا نہایت شہرہ	حاذق و دانا حکیم محمد	چاہا اوسنے اس سے نصیحت	اسکے بغیر میں جو کچھ ہے

<p>ہی یہ نسخہ بہتر از صد کہیں میں مجھے نسخہ یہ اسجن کہتا حبیب کمال نے نسخہ مبت تھا وہی کرم خواست و زور ایک سکا خاڑہ ظاہر کیا بندہ ہی ہر بات میں تقصیر و وہ چلنے چاہی کے اسکو شکار تھا نہ بلقیس ہی اسکا نکاح اسلیے فراتے ہیں ہر شہر وہ کہ دربار بادشاہ و وہ دربار دست بستہ ایک سو عدد نکاح بولنے کی اور کچھ کہنے کی جا بوجھتا ماضی نے کراہی مرگدا ورم دل سی سنی رد رکھا یہی کہہ کر اپنا سارا مال فرو حبیب نے تھک کر منسوب یا سب گئی برباد مہر جی جانگی یہ جو بکتا ہی سخننامی بول یہ سمجھ کر ہوا تاضی خوش جو جو یہ شفقت سی کر تھکا چھوڑ الفت اسقدر بکشتہ ہی سنی الفت میں ہر اک مبتلا آدمی کو سنا ہی عادت قبیح اور کہ سمجھا ہی کم فہمی ہی یہم خر ہوتا تو ملاسی و غا</p>	<p>ہی مگر اعجاز عینے دوا چاہیے جو کچھ سولے لے لیا خبر و اعظم اسکا وہی کرم تھا خبر و عمدہ کھل کاسی نامدار اور خدا جانے کہ کیا لکھا عفو کر میری خطای کر گدا خانہ ویران کو تھکا کر سنبھل سیمان بھی کہ گستا کرتی ہی الفت شہر کو کور کر رہ گیا حیران شہر شہر اور کھڑی ایک نقیب دیا ایک پھر تک یہ کٹر انگدا کیا عرض ہی تھکا کھرا مر جا تھک کر ہزاروں مر جا آدمی ہوا تھکوا ہی سپر علم فضل و زہد اتقا بقراری گریہ سینہ زنی اسکو بالینو لیا ہی بیون دلین اپنی خوشی وہ خوش وہم اسکا تھا ترقی پر ہم اسکی خر ہونی پہ درون نفس کی شہادت ہی مر جا پر حماقت سی سمجھا ہی بیج ہی خری سی اپنی ہر اک بیج کہنا تا کیوں اسطرحی تھکوتا</p>	<p>آخرش کمال سے اسے کھا لیکھو آخر کو حبیب اسیم و زور جاننا تھا غویہ جس کرم کو حق تعالیٰ نے تباہی اسکو ہو کے دلین کھل گدا مضطرب ہی خوف و شش سینکے ملاسی سپر باجرا تھا اسے قاضی کا سپر شش خانہ قاضی غرضہ پوچھ کر فرش تھا دیار طلس کا دیار ہو گئی کرم دیکھ سب عقل ہو گیا دیار کا حبیب اختتام کر بیان تو اپنی دکان وہ داشا باش تو شطوطا دس برس اسدی مانی دیا اب تو مجھے اجنبی مطلق ہوا سمجھا تاضی کہ دیو اما ہی باولی کو میں کروں تہیہ کیا رحم ہی ہر اسکو قاضی کی خلق سی اسکو یقین باجھی جس قدر حینق سی تاتھا ہوتی ہی واقع حقیقت طوطو عینیت اور فکی کھتا ہی یہ نہ تو آخر تو ملاسی کھی نفس اس شیطاں کی غیبت</p>	<p>دست بستہ ہو با صد کہیں فعل و با قوت و زور و زور وہ ہی تھا اس کمال کو تاکہ ہو موقوف و کھا شش میری گستاخی کی دینی ایک سپر اسکو پوچھا ہی بس ہن رہتا جو پوچھا لیا سپر گستاخی و بی لایا رہ نہ رفتہ پوچھا آخر کھ خلق حاضر سیکڑون پر و جان رہ گیا حیران و شش کرم ہوتی فی اسکا ادعا و ہم مقصود ملی ہی ان فی سی کیا چاہیے تھے جو کہ سولا یا جا تو دیا حق نے تجھے یہ مر جا حق حدت سب یا سنی مبتلا تھکل سے یک نیت بیکانہ آپا کت سینہ یہ مبتلا آدمی نزدیک میری شش جو کھانا لانی شیک ہی دی اور سقد ہوتا تھا اسکا ہم مرص سی وہ شنی نظراتی ہی حبیب سی اپنے سپر ہر اک بیج خو کو ہوتا تانہ ہر گز آدمی کام جگہ ہی دین و بیج</p>
--	--	--	--

<p>ہیں وہی یہ خردوشانی عمل شور و غل کرنی لگا وہ خردوش خلق میں گر ہو گئی یہ بات فاس احتمق سے ہوئے ہیں سب کا تخت اس سب سے تانہ و افشای دراز ہوں اگر احمق نہ دنیا میں سن کام میں دنیا کی جو ہیں ہوشیار عقل وہ ہی جس سے ہو جی دوست ہی یہ دنیا سخت جانی بکار</p>	<p>مر کب شیطان غور و غیب شرم سے پہر ہو رہا قاضی ہو گی مشکل پہر ہا کی ہو گیا سہل کو کرتا ہی تنگ و سخت قاضی کرتا او سکی قسط دراز پھر ہوں ممتاز ہوشیار کی ابد و نادان ہیں میں گرا کام ہو جس کے گرا یا کماست</p>	<p>ہو گی پہر ناچار قاضی کی کہا تا کہ خلقت میں ہو خندیدگی جب یہ کرتا غم تھا اخراج کا عابد نامی سی قاضی ہوا جب تک نہ رہا وہ خردوش جھکوا ہو جاتے ہیں سب ہا عقل وہ جی وہاں ہی کام کی اس سخن کا کہ نہیں ہی پر</p>	<p>اوتھ کر آہو سب کے گھر کو جا صفت کی باتوں میں ہو خندیدگی پیش پا پو تا وہی پہر ہا جا خردوش آن کر کو او سکا تخت قاضی سی وہی رہا خردوش ہوئے عند اللہ و انانی زبان طوق لہنتا وہ نہ وہ جانی ای حسن اس کے شان کو ختم ایک حالت پر نہیں ہو سکو خرا شکے اند بیاد میں نہ</p>
<p>نئی تغیر اور تبدل و تبدل شام کو کو کب لگتا بندہ خلعت شاہانہ رکھتا ہی جو تن ایک بھی خندان نہیں لہیا لہا زنگ و پور اسکی جو ہفتون دیکھی جب انگوٹھی دنیا کی فنا یعنی اس مرت میں تپوڑی وسعت نیا تو ہی ہے اتہا تھا وہ زندان جسم رہی کجا تھا مشیمہ جانی پوشاک لطیف یہ مکان اسے دبا زب و فر یہ دور و حال زمر و سیم و زر ہو گا کیا او سوخت میرا حال جب اس میں شو کا اختتام پانچویں چارچم تھی شو ال کی</p>	<p>اسکی ہو قلمو نشان ہیں لی صبح کی ہوتی ہی شہر بندہ چار دن کی بعد ہوتا ہی کفن ہو نہ گریہ ساتھ جسکے توان طفل نابالغ ہی یا مجنون دیکھتی ہی خود خود گریان قطع کی ہی میں مرم کی کہ قطع کیو کر ہو گی اسی پھر خرا تیر کو تار کشت خاکستہ خیا گندہ بودار و نا پاک کشت یہ گل گلزار و بہستان ماوراء ہیشیرہ جد و پدر جان کو ہو گا عجیب آہ تھی سببیں جبر و خیر الہام ختم تھی کو ہوئی یہ فتوی نام حرم پر ختم کہ انی کتاب</p>	<p>صبح جو اندکل خندان شہر کے سر پر اگر ہی تاج زر بر ہیں جسکے عروسانہ لباس ایک گل ار سکا نہیں ہے بیخا ہی ہم کی جہش تکب جبین ہی یہ گریہ او سکو اپنی جان نہ مہینہ کما یا ہی خون جگر کھینچ ملے ہو گی یہ راہ دراز خون جہش گندہ ناپاک زن چھوڑنا از کجا ہو عجیب شفا یار و فرزند و عزیز و اقربا ہو گا جب ہیں چھوڑ کر اکوہا طفل بہت حیرت ہے حال اسی برادر یا لعل و شہد حق تعالی اس سے فیض تمام ای حسین لعل و علم بالہو</p>	<p>با و صر صر سی ہی لڑاں ہی لاد کی درون پہاں ایک گنج سکا نہیں ہے پیش پا ہر دور رخ و فکر و غم او سکا سب ہیں اس پروردگار ملے کیا کہیں کس کس مجھ بھی نہ خستہ تھی گریہ نیا تھی غذا میری بھد و سدا قتل کرتا ہی مجھے او سکا شیر و قند و غر و غر و غر ای نہا بار ہی ملک اہتا چہرہ سکو تو ہو غافل یکہ ارود و صند پناہ میری صفت کا بھی انعام</p>

شفا الطبع

نیز از هزار شکر خدا گاهی که کتاب مذمت طراز قصه عارف کامل

حضرت ابراهیم اوهم موسوم به گلزار ابراهیم

به مقام کهنه با گشته است ۶۹ مطابق ناه جامی الاول

۱۲۹۶ هجری مطبع مرجع آفاق

نشری نوگستر

بین چپ فقط

تحت

4195 19/5/41

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.



11916

